تذکرہ

روزِ روشن

تالیف

مظفر حسین صبا

عطا کاکوی

ناشر	عظیم الشان بک ڈپو،
سلطان گنج، پٹنہ ۶

تاریخ اشاعت	جون ۱۹۶۸ء

تعداد اشاعت	۵۰۰ (بار اوّل)

قیمت فی جلد	۱ روپیا ۷۵ پیسے

کاتب :	وصی احمد فرّخ بہاری

مطبع :	دی آرٹ پریس سلطان گنج
پٹنہ ۔ ۶

عرض مرتب ۳ - ۴ | فہرست شعراء ۷ - ۱۰
دیباچہ مؤلف ۵ - ۶ | تذکرہ ۱۱ - ۷۲
تعلیقات ۷۳ - ۸۰

فہرست شعراء

شمار	تخلص	نام	صفحہ	شمار	تخلص	نام	صفحہ
۱	آزاد	محمد امجد علی	۱۱	۱۶	الفت	اُجاگر چند	۱۸
۲	آشنا	شاہ ابو تراب	۱۱	۱۷	امانت	میر امانت علی	۱۸
۳	اجمل	شاہ محمد اجمل	۱۱	۱۸	امین	امین الدین	۱۸
۴	احسن	احسن بلگرامی	۱۲	۱۹	انسان	اسد یار خاں	۱۹
۵	اختر	قاضی صادق خاں	۱۲	۲۰	انصاف	شیخ محمد یحییٰ	۱۹
۶	ارشد	میر غلام علی	۱۳	۲۱	اوباش	محمد زماں	۱۹
۷	اشفاق	اشفاق احمد	۱۳	۲۲	امید	امید علی خاں	۱۹
۸	اشہری	امجد علی	۱۴	۲۳	بقا	بقاء اللہ	۱۹
۹	اصغر	اصغر علی	۱۴	۲۴	بیدار	بساون لال	۲۰
۱۰	اظہر	کرامت علی	۱۵	۲۵	بیدار	میرزا محمدی	۲۰
۱۱	اعجاز	عبد العزیز	۱۵	۲۶	بیمار	زین العابدین	۲۰
۱۲	افسوس	میر شیر علی	۱۶	۲۷	بیخبر	غلام غوث خاں	۲۰
۱۳	افضل	تھانیسری	۱۶	۲۸	پادشاہ	نصیر الدین حیدر	۲۱
۱۴	افضل	شاہ اعظم الہ آبادی	۱۸	۲۹	پروانہ	کنور جسونت سنگھ	۲۲
۱۵	اکبر	اکرم الدولہ اکبر علی خاں	۱۸	۳۰	تجرید	میر محمد علی	۲۲

شمار	تخلص	نام	صفحہ
۳۱	تحقیق	محمد علیم	۲۳
۳۲	تراب	شاہ تراب علی	۲۳
۳۳	تسلی	رائے ٹیکا رام	۲۳
۳۴	تقی	میر محمد تقی	۲۳
۳۵	تسلیم	انوار حسین	۲۳
۳۶	جرأت	محمد یحییٰ قلندر بخش	۲۴
۳۷	جعفر	زٹلی	۲۴
۳۸	جعفر	علی جعفر الٰہ آبادی	۲۴
۳۹	جمیل	سید جمیل احمد	۲۵
۴۰	جمیل	جمیل الدین	۲۵
۴۱	جنون	عبد اللہ	۲۵
۴۲	جودت	حبیب الرحمٰن	۲۵
۴۳	جوشش	شاہ ابوالقاسم	۲۵
۴۴	جوہر	جواہر سنگھ	۲۶
۴۵	جہاندار	جہاندار شاہ	۲۶
۴۶	حاتم	ظہور الدین	۲۶
۴۷	حسرت	ذوقی رام	۲۶
۴۸	حسرت	محمد سعید	۲۶
۴۹	حسرت	مرزا جعفر	۲۶

شمار	تخلص	نام	صفحہ
۵۰	حسن	خواجہ حسن	۲۷
۵۱	حسین	نواب غلام حسین	۲۷
۵۲	حشمت	محمد علی	۲۷
۵۳	حیدر	غلام حیدر	۲۸
۵۴	حیران	حیدر علی	۲۸
۵۵	حیرت	شاہ علیم	۲۸
۵۶	خلیق	کرامت اللہ خاں	۲۸
۵۷	خلیل	علی ابراہیم خاں	۲۹
۵۸	خورشید	خورشید علی	۲۹
۵۹	خوشوقت	لالہ خوشوقت رائے	۲۹
۶۰	خاور	مرزا محمد اکبر	۲۹
۶۱	دلکش	سوبھا رام	۲۹
۶۲	دبیر	جواہر لال	۲۹
۶۳	درد	کرم اللہ خاں	۳۰
۶۴	دیوانہ	سرب سکھ	۳۰
۶۵	ذاکر	ذاکر علی	۳۰
۶۶	راغب	حافظ یار خاں	۳۰
۶۷	راغب	لکھنوی	۳۰
۶۸	رامی	ہرگوپال تفتہ	۳۰

شمار	تخلص	نام	صفحہ
۶۹	رائے	شیو سہائے	۳۱
۷۰	رفعت	غلام جیلانی	۳۱
۷۱	رنگین	سعادت یار خاں	۳۱
۷۲	رنگین	بلاس رائے	۳۲
۷۳	سامی	مرزا جان بیگ	۳۲
۷۴	سعد	حافظ سعد الدین	۳۲
۷۵	سلیم	علی حسن خاں	۳۳
۷۶	سوز	سید میر	۳۴
۷۷	سیّد	امجد علی	۳۴
۷۸	سیّد	گیسو دراز	۳۵
۷۹	شاد	گنگا پرشاد	۳۶
۸۰	شاکر	آصف جاہ	۳۶
۸۱	شاہجہاں	ملکہ بھوپال	۳۷
۸۲	شرر	ابراہیم بیگ خاں	۴۰
۸۳	شرف	شرف الدین	۴۰
۸۴	شعلہ	پنڈت امرناتھ	۴۰
۸۵	شعور	عبد الرؤف	۴۰
۸۶	شور	جارج پیش	۴۰
۸۷	شہید	غلام حسین	۴۱
۸۸	صاحب	سید عالم	۴۱
۸۹	صبا	(مؤلف تذکرہ)	۴۱
۹۰	صفا	منولال	۴۲
۹۱	صمد	عبد الصمد	۴۲
۹۲	صوفی	احمد خاں	۴۳
۹۳	صولت	محبوب شیر	۴۳
۹۴	ضمیر	ہدایت علی خاں	۴۴
۹۵	طینت	دیوان پرتھی سنگھ	۴۴
۹۶	ظریف	لالہ بینی پرشاد	۴۴
۹۷	ظاہر	لکھنوی	۴۴
۹۸	ظلوم	شاہ امیر الدین	۴۴
۹۹	عاجز	خلیفہ محمد لیٰسین	۴۴
۱۰۰	عارف	زین العابدین خاں	۴۵
۱۰۱	عاشق	علی اکبر خاں	۴۶
۱۰۲	عالی	شاہ ابو المعالی	۴۶
۱۰۳	عشقی	وجیہہ الدین	۴۶
۱۰۴	عنایت	عنایت حسین خاں	۴۶
۱۰۵	عاشق	مرزا جھجو	۴۷
۱۰۶	عاشق	سعد اللہ خاں	۴۷

شمار	تخلص	نام	صفحہ	شمار	تخلص	نام	صفحہ
۱۰۷	عاصی	نور محمد	۴۸	۱۲۶	محتشم	ابوالقاسم	۵۸
۱۰۸	عاصی	امداد حسین خاں	۴۸	۱۲۷	محسود	ابوسعید عبدالواحد	۵۸
۱۰۹	غافل	منور خاں	۴۸	۱۲۸	مذاق	دلدار علی شاہ	۵۸
۱۱۰	غریق	عبدالغنی	۴۸	۱۲۹	مذنب	علی احمد	۵۹
۱۱۱	فدا	مرزا محمد	۴۹	۱۳۰	مسرور	عین الدین	۶۰
۱۱۲	فراقی	کنور پریم کشور	۴۹	۱۳۱	مصیب	غلام قطب الدین	۶۱
۱۱۳	فرد	شاہ ابوالحسن	۵۰	۱۳۲	مضطر	کنور سین	۶۱
۱۱۴	فضل	فضل مولا خاں	۵۰	۱۳۳	منت	قمرالدین	۶۱
۱۱۵	قاسم	قاسم علی	۵۰	۱۳۴	منصور	مصلح الدین	۶۲
۱۱۶	قدرت	قدرت اللہ	۵۰	۱۳۵	مہر	حاتم علی بیگ	۶۳
۱۱۷	قربان	قربان علی بیگ	۵۰	۱۳۶	مہربان	عبدالقادر فخری	۶۳
۱۱۸	قطب	محمد قلی قطب شاہ	۵۱	۱۳۷	میکش	احمد حسین	۶۴
۱۱۹	قمر	قمرالدین (حاجی)	۵۲	۱۳۸	ناصر	ناصر جنگ	۶۵
۱۲۰	کلیم	نورالحسن خاں	۵۲	۱۳۹	ندیم	عسکری خاں	۶۷
۱۲۱	کامل	غلام کبریا	۵۳	۱۴۰	نظامی	محمد نظام الدین	۶۷
۱۲۲	کوکب	غلام حسین خاں	۵۳	۱۴۱	نواب	صدیق حسن خاں	۶۸
۱۲۳	گلشن	سعد اللہ	۵۴	۱۴۲	واقف	نورالعین	۷۰
۱۲۴	گمنام	جمال الدین خاں	۵۴	۱۴۳	یاس	انور علی	۷۲
۱۲۵	مبتلا	مرزا کاظم مرزا علی خاں	۵۷				

عرض مرتب

• بھوپال میں تیرہویں صدی کے عشرہ آخری میں جو فارسی شعرا کے تذکرے شایع ہوئے اُن میں "روز روشن" اس سلسلہ کی چوتھی کڑی ہے۔ سب سے پہلے شمع انجمن صدیق حسن خاں کے نام سے، پھر نگارستان سخن اور صبح گلشن ان کے دونوں صاحب زادوں کے نام سے شایع ہوئے۔ یہ دونوں آخر الذکر تذکرے شمع انجمن کے تتمے تھے۔ ان ضخیم تذکروں کی تالیف کے بعد پھر بھی بہت سے شعرا شمولیت سے رہ گئے پھر اس کا تتمہ "روز روشن" مظفر حسین صبا کے نام سے ۱۲۹۵ھ میں تالیف ہو کر ۱۲۹۶ھ میں اختتام کو پہنچا اور ۱۲۹۷ھ میں مطبع شاہجہانی بھوپال سے تقریباً ۹۰۰ صفحات کو محیط شایع ہوا۔ اس میں ۱۱۴۲ فارسی شعرا کے تراجم ہیں۔ بڑی چھان بین کے بعد اس میں سے ۱۴۳ شعرا ایسے نکلے جو ذولسانین تھے۔ مزید تلاش و جستجو کے بعد اس کا امکان ہے کہ اور بھی ریختہ گو شعرا کی تعداد میں اضافہ ہو۔ میں نے "صبح گلشن" کی تلخیص شایع کرتے ہوئے یہ اشارہ کیا تھا کہ یہ سب تذکرے "آفتاب عالمتاب" کی ذرہ نوازیوں کا طفیل ہیں۔ یہی بات "روز روشن" پر بھی صادق آتی ہے۔ میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ ان تذکروں کے اصل مؤلف مولوی یوسف علی معلوم ہوتے ہیں۔ "روز روشن" کے مؤلف

بھی فرضی معلوم ہوتے ہیں۔ یہ تو خود مولوی یوسف علی کے صاحب زادے ہی ہیں جن کی عمر تالیف تذکرہ کے وقت صرف ۱۵ سال، ۱۱ ماہ اور ۲۶ دن قرار پاتی ہے۔ یہ عمر ایسی ضخیم کتاب کی تالیف کیلئے حیرت انگیز ہے۔ یہی شبہہ جناب قاضی عبدالودود صاحب نے بھی "بہار کی خبریں" مورخہ ۱۵ اراگست ۱۹۶۰ء میں ظاہر کیا ہے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ یہ تالیف بھی مولوی یوسف علی ہی کی سمجھنا ہوگی۔ اس قسم کی ادبی بد دیانتیاں اکثر ہوا کی ہیں۔ بیچارے قاضی محمد صادق خاں اختر کا دامن تار تار ہوکر فضائے بھوپال میں اڑتا پھرا، اور ان کی داستان دوسروں کی زبانی سننے میں آئی۔ وہ خود زبان حال سے کہہ رہے ہوں گے

کچھ قمریوں کو یاد ہیں کچھ بلبلوں کو حفظ ہ۔ عالم میں ٹکرے ٹکرے مری داستان ہیں

"روز روشن" میں سابق الذکر تذکروں کے شعرا کے علاوہ کچھ ایسے بھی ہیں جن کے تراجم ان تینوں تذکروں میں بیان کئے جا چکے ہیں، مگر کچھ مزید حالات کی دستیابی یا چند غلط فہمیوں کو دور کرنے کیلئے اس میں بھی شامل ہیں۔ راقم نے "صبح گلشن" کی تلخیص چند ماہ پیشتر شائع کر دی ہے۔ "روز روشن" کی تلخیص اب پیش کی جا رہی ہے۔ انشاء اللہ اس سلسلہ کی پہلی اور دوسری کڑی یعنی شمع انجمن اور نگارستان سخن کی تلخیص بھی اولیں فرصت میں شائع کی جائیگی۔ امید ہے کہ یہ سلسلہ اردو شاعری پر کام کرنے والوں کے لئے مفید ثابت ہوگا۔

عطا کاکوی

عطا منزل۔ پٹنہ ۶
۳۰۔جون ۱۹۶۸ء
۳۔ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

دیباچۂ مؤلف

بعد حمد و نعت محمد مظفر حسین صبا ابن مولوی یوسف علی خلف مولوی یعقوب علی گوپاموی عرض کرتا ہے کہ جب میں نے نواب صدیق حسن خاں صاحب کے تذکرہ "شمع انجمن" اور ان کے بڑے صاحبزادے جناب نورالحسن خان کے "تذکرہ" "نگارستان سخن" اور ان کے چھوٹے صاحبزادے علی حسن خاں کے تذکرہ "صبح گلشن" کا مطالعہ کیا تو یہ احساس ہوا کہ بہت سے شعرائے متقدمین اور متاخرین کے تراجم سے یہ تینوں تذکرے خالی ہیں۔ زبان حال سے یہ شعرا گویا مجھ سے خواہاں ہوئے کہ ان کے تراجم بھی ایک تالیف میں جگہ پائیں۔ اِس لئے میری بھی خواہش ہوئی کہ ایک تذکرہ مرتب کروں اور اُن کے احوال لکھوں، اسی کے ساتھ ان شعرا کے احوال سلیس عبارت میں پھر لکھدوں جو اُن مذکورہ بالا تذکروں میں عبارت آرائی اور بیجا طوالت کے ساتھ لکھے جا چکے ہیں۔ اب گویا ان تینوں تذکروں کے ساتھ جن کو "موالید ثلاثہ" کہا جا سکتا ہے، یہ چوتھا تذکرہ "اربعہ متناسبہ" کی حیثیت رکھتا ہے۔ یوں تو سارے شعرا کا احاطہ کرنا انسانی قدرت سے باہر ہے پھر بھی جہانتک

ہوسکا اور جن سے واقفیت ہوسکی اُن کو داخل تذکرہ کیا اور قاضی محمد صادق خاں اختر کے تذکرہ "آفتاب عالمتاب" کو خاص طور پر پیش نظر رکھا۔ اِس تذکرہ کی تالیف کا آغاز پہلی ماہ شعبان ۱۲۹۵ھ کو ہوا۔ شعرا کے ناموں کی ترتیب حروفِ تہجی پر رکھی۔ اور اس تذکرہ کا نام "روزِ روشن" رکھا۔ اس تالیف کی ابتدا کی تاریخ قطعۂ ذیل سے ظاہر ہے ؎

آغاز نمود خامۂ من ❊ شرحِ آثار نکتہ سنجاں
ماہِ شعبان و سال مضمر ❊ دلکش اسمار نکتہ سنجاں

۱۲۹۵ھ

تاریخ ختم تالیف از ضیا

روز روشن چوں مرتب گشت از فکرِ صبا
جانِ اربابِ سخن شد از ضیائش مستنیر
فکر تاریخش ضیا می کرد، ناگہ ہاتفی
گفت۔ "لعلِ بے بہا موزوں کلامِ دلپذیر"

۱۲۹۶ھ

روزِ روشن

۱- آزاد | محمد امجد علی پسر شیخ امداد علی۔ قصبہ گوپامئو مضافات لکھنؤ کے چودھریوں میں ہیں اور راقم تذکرہ کے چچیرے بھائی ہیں۔ طبع نقاد ہے اور ذہن رسا۔ فارسی اور اردو کی نظم نگاری میں شیریں بیانی رہتی ہے۔ ولادت ۲۸ رمضان المبارک ۱۲۶۴ھ میں ہوئی۔ علوم ہیئت، ہندسہ اور حساب انگریزی مدرسہ میں حاصل کئے اور آجکل ریاست بھوپال میں ملازم ہیں اور خوشحالی سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ فارسی میں مولوی محمد احسن بلگرامی کے شاگرد ہیں۔ اگر یہی سلسلہ قائم رہا تو بہت ترقی کریں گے۔

۲- آشنا | مولوی شاہ ابو تراب پسر سید شاہ نعمت اللہ قصبہ پھلواری متصل عظیم آباد کے خاندان مشائخ سے تھے۔ مجمع فضل و کمال اور صاحب وجد و حال تھے۔

۳- اجمل | شاہ محمد اجمل الٰہ آبادی۔ خدا کے مقرب بندہ تھے۔ ولادت شب پنجشنبہ گیارہ شوال ۱۱۶۱ھ میں اور وفات

ار ذی الحجہ سنہ ۱۲۳۶ھ میں اُناسی[1] سال کی عمر میں ہوئی۔

۴۔ **احسن** | احسن بلگرامی۔ اچھی تلاش تھی اور بلگرام کے سادات سے تھے۔ اسّی سال کی عمر پائی۔

۵۔ **اختر** | قاضی محمد صادق خاں۔ ہوگلی کے ممتاز لوگوں میں تھے۔ ہوگلی دریائے گنگا پر ایک شہر ہے جو کلکتہ سے اتر جانب بارہ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ ہندوؤں کے اقوال کے مطابق اس کی آبادی چار ہزار سال کی ہے۔ اختر ابتدائے عمر رشد سے سرکار انگریزی میں معزز اور محترم رہے ہیں اور اودھ کے سب سے پہلے بادشاہ غازی الدین حیدر کی سرکار میں ایک مُدّت تک ممتاز منصب پر رہے اور محامد حیدریہ ان ہی کے نام پر تالیف کی۔ عمر کے اخیر حصہ میں اودھ کے آخری تاجدار واجدعلی شاہ سلطان عالم کی ملازمت سے کافی بہرہ مند رہے۔ انسانی فضائل اور اوصاف میں اپنے ہم جنسوں میں منفرد رہے اور جملہ علوم میں عموماً اور علم ادب فارسی و عربی اور فنون کیمیا و سیمیا و ہیمیا میں خصوصاً ماہر تھے۔ فارسی نظم و نثر بڑے لطف اور پاکیزگی سے لکھتے تھے۔ فوج انگریزی کی شورش ختم ہونے کے بعد جو ۱۲۷۳ھ میں رونما ہوئی تھی، لکھنؤ میں مستقل قیام

---

[1] حساب سے چھہتر (۷۶) سال ہوتے ہیں۔

اختیار کر لیا اور وہیں رحلت کی۔ ان کی بہتیری تصنیفیں ہیں، ان میں "لوامع النور فی وجوہ المنثور" ہے جو عبارت فصیح اور مضامین بلیغ سے ارباب نظر کے لئے وجہ سرور ہے، دوسری کتاب تذکرہ "آفتاب عالمتاب" ہے جس میں ۴۲۶۴ فارسی شعرا کے تراجم ہیں، ایسی جامعیت اور لطافت اور بلاغت کے ساتھ آج تک اِس فن میں کوئی کتاب نہیں لکھی گئی، اس کی تالیف کی ابتدا کی تاریخ "مساجع البلغا" (۱۲۳۸ھ) ہے۔ اِس پر بعض حاشیے خود مصنف کے ہاتھ کے ہیں۔ مسودہ پر خود مؤلف کے حک و اصلاح ہیں اور خاتمہ کی تاریخ سنہ ۱۲۶۹ھ ہے۔ گرچہ اختر کا ترجمہ مع اشعار شمع انجمن میں داخل ہے، پھر بھی اِس جگہ ان کے کچھ اشعار آفتاب عالمتاب سے نقل کئے جاتے ہیں۔

۶۔ ارشد | میر غلام علی اورنگ آبادی۔ مولانا فخر الدین دہلوی کے مرید اور پسندیدہ اخلاق رکھتے تھے۔

۷۔ اشفاق | اشفاق احمد پسر منشی فدا حسین غزلیؔ ولد شیخ کریم اللہ وطن قصبہ ڈبائی ضلع بلند شہر۔ رشد اور جودت ان کے چہرے سے ہویدا ہے۔ انگریزی مدرسہ سے تحصیل علوم کر کے انگریزی زبان میں اپنے ہم جنسوں سے آگے بڑھ گئے۔ ابتدائے عہد شعور سے سرکار انگریزی میں معزز عہدوں پر مامور رہے۔ آجکل اس تذکرہ کی تالیف کے وقت محکمہ ریلوے میں ملک اودھ میں برسرکار ہیں

اور موزونیٔ طبع کے باعث کبھی کبھی فارسی اور اردو میں شعرگوئی پر متوجہ ہوتے ہیں۔ اگر کچھ دنوں اس فن پر محنت کرتے رہے تو درجۂ کمال حاصل کرلیں گے۔

۸۔ اشہری | سیّد محمد امجد علی ابن منشی احمد علی خاں ابن منصور علی خاں تہور جنگ ان کے اجداد عہد جہانگیری میں اپنے وطن ترمذ سے ہندوستان آئے اور جاگیر اور مناصب پر سرفراز ہوئے اور عہد برطانیہ میں ان کے دادا اور والد بڑے عہدوں پر مامور رہے۔ یہ خود بھوپال میں بارہ سال سے باعزت ملازمت پر سفارت میں طبع سلیم اور ذہن مستقیم رکھتے ہیں۔ فارسی اور اردو نظم و نثر میں بہتیرے رسالے اور کتابیں مثلاً۔ حدیقۂ شاہجہانی، گلدستۂ سلطانی اور ارمغان، اس کے علاوہ مثنویاں اور دیوان مرتب ان سے یادگار ہیں۔ تذکرۂ ہٰذا کی تالیف کے زمانہ میں ان کی عمر ستائیس سال کی ہوگی، مگر افیون کے استعمال سے بوڑھوں کی طرح کمر خمیدہ ہیں۔ مقطعوں میں اکثر اشہری اور کبھی امجد تخلص لاتے ہیں۔ اپنے حالات خود انھوں نے لکھ کر بھیجے جس کا یہ خلاصہ ہے۔ ان کے اشعار سے ان کی استعداد کا پتا چلتا ہے۔

۹۔ اصغر | سیّد اصغر علی ابن سید سرفراز علی مقتول ابن سید بخشش علی۔ ان کے آبا و اجداد کا مسکن قصبہ ہنڈیا متعلقہ الٰہ آباد میں تھا اور ان میں سے ہر ایک سرکار انگریزی میں تھانہ داری

اور تحصیلداری کے عہدوں پر فائز تھا اور فارغبالی سے بسر کرتا تھا۔ تیرہویں صدی کے دوسرے دہائی کے اوائل میں سید بخشش علی اپنے بیٹے سید سرفراز علی کے ساتھ حسب طلب حکام انگریز شہر نرسنگھ پور ضلع ناگپور پہنچے اور بڑے عہدے پر سرفراز ہوئے اور اسی شہر میں مقیم ہو گئے۔ اور یہیں تیرہویں صدی کے کے آٹھویں دہائی کے سال دوم میں سید اصغر علی پیدا ہوئے۔ سن تمیز کو پہنچ کر علوم عربی، فارسی، ہندی اور انگریزی سے بہرہ یاب ہوئے۔ شاعری اپنے والد سے وراثتاً پائی۔ تلاش معاش میں دو تین سال ہوئے کہ بھوپال آئے۔ یہاں استادی اور ملک سخن کے فرمانروا مولوی محمد احسن کے شاگرد ہوئے۔

۱۰۔ اظہر | شیخ کرامت علی ابن مولوی امانت علی۔ وطن فرخ آباد تھا۔ ایک مدت تک لکھنؤ میں رہے۔ ظہیر دہلوی کے شاگرد تھے۔ تاریخ گوئی میں یکتا تھے۔ ایک قصیدہ شاہزادہ مرزا محتشم بخت کی تاریخ ولادت سے متعلق ایسی صنعت میں لکھا کہ ہر شعر سے چھ تاریخیں برآمد ہوتی ہیں۔ اس کا ہر مصرعہ اور حروف منقوطہ اور غیر منقوطہ ہر شعر کا تاریخ کا حامل ہے۔ ہر مصرعہ کے حروف منقوطہ سے اور دوسرے مصرعہ کے حروف غیر منقوطہ سے بھی تاریخیں نکلتی ہیں۔

۱۱۔ اعجاز | شیخ عبدالعزیز اعجاز رقم ابن محمد اصلح ابن مولوی محمد یوسف سہسوانی فکر رسا اور طبع بلند رکھتے ہیں۔ مولوی الٰہی بخش

نازش خیر آبادی، منشی امیر احمد امیر مینائی لکھنوی اور منشی کالکا پرشاد موجد لکھنوی سے مشق سخن کی۔ سلطنت لکھنؤ کی تباہی کے بعد ایک مدت تک سرکار بھوپال میں ملازم رہے۔ آجکل ریاست گوالیار میں رہتے ہیں۔ خط نستعلیق میں مہارت ہے۔ فارسی اور اردو نظم نگاری اور تاریخ گوئی میں دخل ہے۔

۱۲۔ افسوس | میر شیر علی ابن سید علی مظفر خاں لکھنوی۔ ان کے والد نواب قاسم علی خاں عالی جاہ کے توپ خانہ کے داروغہ تھے۔ یہ خود سرکار انگریزی کی طلب پر حکام فرنگ کی تعلیم زبان اردو کے لیے کلکتہ گئے۔ اختر کے دوستوں میں ہیں۔ اردو اور فارسی نظم نگاری کے سلیقہ سے واقف ہیں۔ آرائش محفل اور باغ اردو ترجمہ گلستاں ان سے یادگار ہے۔ تیرہویں صدی کے اوائل میں رحلت کر گئے۔

۱۳۔ افضل | تھانیسری، یہ وہی ہیں جن کا تذکرہ صبح گلشن میں پانی پتی کے نام سے ہے۔ آفتاب عالمتاب میں ہے کہ یہ مرد عشق پیشہ تھانیسر کے ہیں جو دہلی سے چالیس کوس پچھم واقع ہے۔ اپنے وطن میں ایک ہندو عورت کے عشق میں مبتلا ہوئے۔ جب اس عورت کے رشتہ داروں کو اس کی اطلاع ملی تو اس کو اس کے باپ کے گھر متھرا روانہ کر دیا گیا۔ افضل کو جستجو کے بعد جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو یہ بھی متھرا روانہ ہوئے اور وہاں گلی گلی کوچہ کوچہ

مندروں اور مکانوں میں اپنے معشوقہ کی تلاش کرتے پھرے، ایک روز ایک محلہ میں اس سے ملاقات ہوئی۔ اُس عورت نے ان کو پہچانا اور ان کے مدعا سے آگاہی پائی تو بولی کہ تمہیں شرم نہیں آتی اس بڑھاپے میں میری جیسی نوجوان عورت پر عاشق ہوئے ہو۔ یہ بات سن کر وہ متاثر ہوئے اور برہمنوں کا لباس اختیار کرلیا اور متھرا کے سب سے بڑے مندر میں جہاں مرد اور عورت پجاری بن کر آتے تھے، پہنچے اور وہاں کے پیرِ مغاں کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ پیرِ مغاں ہر مرد اور عورت کا مسجود تھا۔ انہوں نے اس سے علم اصنام پرستی کے حصول کی خواہش ظاہر کی اور تھوڑے ہی عرصہ میں سب شاگردوں سے آگے بڑھ گئے۔ کچھ ہی دنوں کے بعد وہ پیرِ مغاں اِنتقال کرگیا۔ افضل اس کے جانشیں قرار دیے گئے۔ ایک روز جوق جوق مرد و زن اس مندر میں آکر پرستش اور قدم بوسی کرنے لگے۔ اسی ہجوم میں ان کی معشوقہ بھی آئی اور چاہا کہ اپنا سر ان کے قدموں سے ملے۔ افضل نے اس کو پہچانا اور اس کام سے توقف کرنے کو کہا۔ جب سارا مندر پجاریوں سے خالی ہوگیا تو اس کو نزدیک بلا کر اس کے سر اور چہرے کا بوسہ لیا اور پورا واقعہ کہہ سنایا۔ اس عورت نے دریافت حال کے بعد اپنے کو ان کے سپرد کردیا اور مذہب اسلام اختیار کرلیا۔ افضل اس کو ساتھ لے کر بنارس پہنچے اور کچھ دنوں تک اس سے کامرانی حاصل

کرتے رہے اور اسی سال اس جہاں سے رخصت ہو گئے۔ یہ واقعہ
سنہ ۱۰۳۵ھ کا ہے۔

۱۴- افضل | شاہ اعظم الہ آبادی ابن شاہ ابو المعالی ابن شاہ محمد اجمل الہ آبادی حسن و جمال اور علم و کمال میں خدا کی ایک نشانی۔ علوم عربیہ کی تحصیل ابتدا سے انتہا تک مولوی سید زین العابدین سے کی اور فیض باطنی اپنے خاندان سے حاصل کیا۔ قاضی اختر نے جو ان سے محبت رکھتے تھے، ان کی تاریخ پیدائش چوبیسویں ذیقعدہ سنہ ۱۲۲۵ھ لکھی ہے۔

۱۵- اکبر | نواب مکرم الدولہ سید اکبر علی خان بہادر۔ ان کا نسب سید امیر کلال کے واسطے سے امام رضا تک پہنچتا ہے۔ سلاطین تیموریہ سے قرابت تھی۔ شاہزادہ جہاندار شاہ کے ماموں تھے۔

۱۶- الفت | اجاگر چند قوم کا یتھ، نواب مہابت جنگ ناظم بنگالہ کے متوسلین میں تھے

۱۷- امانت | مولوی میر امانت علی ساکن قصبہ رناہی جو فیض آباد سے پانچ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ یہ درویش مزاج تصوف کی طرف مایل تھے۔ نظم و نثر فارسی اور علم بھاکا اور موسیقی سے واقف تھے۔

۱۸- امین | امین الدین ابن شیخ کریم اللہ۔ منشی فدا حسین غریق کے بڑے بھائی۔ وطن قصبہ ڈبائی ضلع بلند شہر۔ طبیعت سلیم اور فکر مستقیم رکھتے تھے۔ فارسی اور اردو میں شعر کہتے تھے اور اپنے بڑے بھائی

منشی محمد نظام الدین سے تلمذ تھا۔ جوانی ہی میں دنیا سے چل بسے رسالہ نثر بہار اُن سے یادگار ہے۔

۱۹۔ انسان | اسد یار خاں اکبر آبادی۔ سخی، کشادہ دست اور متواضع تھے۔ مفلوک الحال شریفوں اور نجیبوں کے ساتھ برادرانہ سلوک کرتے تھے۔ عمدۃ الملک امیر خاں سے راہ رسم تھی۔ ان ہی کی وساطت سے محمد شاہ بادشاہ کی بارگاہ میں باریابی ہوئی۔ اسد الدولہ خطاب ملا اور شش ہزاری منصب پر فائز ہوئے۔ ۱۱۵۸ھ میں دہلی میں وفات پائی۔ نعش اکبر آباد لے جاکر دفن کی گئی۔

۲۰۔ انصاف | شیخ محمد یحییٰ جونپوری، گوشہ نشین زاہد، شاہ خوب اللہ کے مرید۔

۲۱۔ اوباش | محمد زماں، ساکن قصبہ بجنور (لکھنؤ سے پانچ کوس کے فاصلہ پر) قاضی فخر الدین بجنوری کی اولاد میں تھے۔ فارسی میں مرزا فاخر مکین کے شاگرد تھے

۲۲۔ امید | امید علی خاں پسر نواب خاں جہاں خاں ناظم شہر ہوگلی۔ قاضی محمد صادق خاں اختر کے ہم وطن اور دوست تھے۔ تیرہویں صدی کے اواسط میں انتقال کیا۔

۲۳۔ بقا | شیخ بقا اللہ ابن حافظ لطف اللہ قریشی اکبر آبادی۔ خط نستعلیق لکھتے تھے اور فارسی اور اردو نظم نگاری میں مشّاق

تھی۔ تیرہویں صدی کے بیسویں سال تک بقید حیات تھے۔

۲۴۔ بیدار | لبھاون لال دہلوی کا۔ بخشہ شاہجہاں آبادی شاگرد میرزا مظہر جان جاناں۔ نواب غلام حسین خاں ابن نواب اعظم خاں کے ملازم تھے۔

۲۵۔ بیدار | میرزا محمدی اکبرآبادی، درویش عزلت گزیں، قانع اور متوکل تھے۔ مولانا فخر الدین دہلوی قدس سرہٗ کے مرید تھے۔ اپنی وفات سے چند دن پہلے ایک تحریر لکھی کہ فقیر فلاں تاریخ، فلاں روز اور فلاں وقت اس دنیا سے کوچ کرے گا۔ دوستوں سے گزارش ہے کہ جنازہ کی نماز میں شریک ہو کر نوازیں۔ آخر وہی ہوا۔

۲۶۔ بیمار | میر زین العابدین الٰہ آبادی۔ شاہ افضل الٰہ آبادی کی اولاد میں تھے اور شاہ محمد علیم حیرت کے شاگرد تھے۔ اڑتالیس سال کی عمر میں فرخ آباد میں اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

۲۷۔ بیخبر | خواجہ غلام غوث خاں کشمیری۔ ایک مدت سے گورنمنٹ مغربی و شمالی کے عہدہ دارالانشا پر فائز ہیں۔ اصلی وطن کشمیر ہے۔ اکبرآباد میں محکمۂ گورنمنٹ کے قیام تک وہاں مقیم رہے۔ پھر جب یہ محکمہ الٰہ آباد منتقل ہو گیا تو یہ بھی یہیں آ کر مقیم ہوئے۔ طبیعت بلند اور فکر ارجمند رکھتے ہیں۔ نکتہ سنجوں اور دقیقہ رسوں کی صحبت میں رہتے ہیں۔

۲۸۔ پادشاہ | ابو نصر قطب الدین سلیمان جاہ نصیر الدین حیدر بادشاہ، ولیعہد خلف ابو الظفر معز الدین شاہ زمن غازی الدین حیدر پادشاہ۔ ۲۷ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ میں تخت پر بیٹھے اور ۵ ربیع الآخر ۱۲۵۳ھ میں رحلت کر گئے۔ ہر چند لغویتوں میں جو شایان شاہاں ہے، مبتلا تھے، پھر بھی چند صفتیں ایسی تھیں کہ ان میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ ایک تو جود و سخا کہ روزانہ ادنیٰ التفات سے مسکینوں کو مرفہ الحال بنا دیتے تھے، دوسرے حسن صورت اور تناسب اعضا کی طرف طبیعت کا میلان اس قدر تھا کہ حسینوں اور جمیلوں کے اجتماع کا خاص اہتمام تھا کہ سارے دفتر کے عملے اور کارندے، یہاں تک کہ ملازمین اور کہاران حسین وجمیل چن چن کر ملازم رکھے جاتے یہاں تک کہ سارے شہر میں جوق در جوق حسینان جہاں اپنے جلوے سے تماشائیوں کو فیضیاب کرتے تھے۔ تیسرے یہ کہ جہان فانی سے عیش و عشرت و کامرانی کا ذوق کہ اس کا عشر عشیر بھی کسی دوسرے فرماں روا کو نصیب نہ ہوا ہوگا۔ شام سے صبح تک اور وقت بے وقت کیا قصر سلطانی اور کیا ایوان، چھوٹے ہوں یا بڑے ہر جگہ رقص و سرود کی محفلیں گرم رہتیں۔ چنگ و رباب کے نغمے برستے رہتے۔ خوش آوازوں کی قاہ قاہ اور خوش جمالوں کی واہ واہ سے سارا شہر گونجتا رہتا۔ اس پر طرفہ تر کہ ایک سے ایک مزہ دار

کھانا اور نفیس سے نفیس شرب کا انتظام اتنا کہ کیا خواص اور کیا عوام سب یکساں طور پر بہرہ یاب ہوسکتے اور روزانہ پانچ ہزار روپیہ اس پر صرف ہوتا۔ غرض دسؔ سال کی مدت میں کہ یہی ان کی سلطنت کی مدت تھی، اپنی سالانہ آمدنی کے علاوہ اپنے دادا کی جمع کی ہوئی پونجی جو کم وبیش بیس کرور روپیہ ہوگی اسی لہو ولعب اور رنگ رلیوں میں اڑا دی۔ طبیعت موزوں رکھتے تھے۔ کبھی کبھی فارسی اور اردو میں اشعار کہہ لیا کرتے تھے۔

۲۹۔ پروانہ | کنور جسونت سنگھ معروف بہ کاکا جی لکھنوی۔ پسر راجہ بینی بہادر نائب نواب شجاع الدولہ بہادر۔ پروانہ رائے سرب سکھ دیوانہ کے شاگرد تھے۔ فارسی اور اردو میں اچھے اشعار کہتے تھے۔ قاضی اختر سے محبت رکھتے تھے۔

۳۰۔ تجرید[۱] | میر محمد علی ابن سید عبداللہ لاہوری۔ لاہور سے برہان پور دکن پہنچے اور مولوی شاہ غلام محمد تلمیذ ملا نظام الدین لکھنوی سے علوم ظاہری و باطنی سیکھے پھر مرشد آباد چلے آئے اور یہیں مقیم ہوگئے۔ اکثر درسی کتابوں پر حواشی لکھے۔ یہ وہی تجرید ہیں جن کو نشتر عشق میں غلطی سے تجرد سمجھ کر ان کا نام میر محمد علی کے بجائے عبداللہ لکھا گیا ہے جو ان کے والد کا نام ہے۔

---

[۱] ان کا تخلص تجرد ہی صحیح ہے اور نام عبداللہ۔ عزلت کے شاگرد تھے۔

۳۱۔ تحقیق | میر محمد علیم[۱] عظیم آبادی ابن میر بدیع الدین معروف بہ میر متین۔ اصل میں سمرقند کے سادات میں تھے تحقیق نے دہلی میں میر معز فطرت سے فیض حاصل کیا۔ موسیقی اور تیر اندازی میں کمال حاصل کیا۔ سو سال کی عمر میں رحلت کی۔ زین الدین احمد خاں ہیبت جنگ ناظم عظیم آباد کو ان سے عقیدت تھی۔

۳۲۔ تراب | شاہ تراب علی علوی پسر شاہ کاظم قصبہ کاکوری کے مشائخ عظام میں تھے ان کا شمار چند عارفین میں ہوتا تھا۔ فارسی اور اردو میں اشعار خوب موزوں کرتے تھے۔ کم و بیش بیس سال ہو کر رحلت کر گئے۔

۳۳۔ تسلی | رائے ٹیکارام پسر گوپال رائے لکھنوی۔ ان کے دادا راجہ خوشحال رائے نائب سرفراز الدولہ میرزا حسن رضا خاں بہادر تھے۔

۳۴۔ تقی | میر محمد تقی[۲] دہلوی۔ دہلی سے لکھنؤ پہنچے اور نواب آصف الدولہ بہادر کی نوازشوں سے بہرہ مند ہوئے۔

۳۵۔ تسلیم | محمد انوار حسین، ساکن سہسوان، شیریں زبان، شیوہ بیان، شاعری میں طبیعت رسا اور فکر بلند، نثر نگاری

---

[۱] اصل مطبوعہ نسخہ میں عظیم غلط ہے۔
[۲] یہ شائد میر تقی میر ہی ہوں گے۔

میں بھی مشاق۔ بڑے آزاد منش، وارستہ مزاج، لوگوں سے الگ رکھتے ہیں۔ "تاج المدائح" جو نواب کلب علی خاں والی رام پور کی مدح میں لکھی ہے وہ دیکھنے کے قابل ہے کہ کتنی استعداد علمی اس میں صرف کی ہے اور معانی و بیان کے کیا کیا جوہر اس میں دکھائے ہیں۔ صنائع و بدائع کا کوئی گوشہ چھوٹنے نہیں پایا۔

۳۶۔ جرأت | محمد یحییٰ قلندر بخش لکھنوی۔ پسر حافظ امان۔ مرزا محمد جعفر حسرت کے شاگرد تھے۔ اگرچہ دہلی میں پیدا ہوئے، لیکن ساری عمر لکھنؤ میں مقیم رہے اور ایک مدت تک تجمل حسین خاں ولد تفضل حسین خاں علامہ کے ملازم اور ندیم رہے۔ عین جوانی ہی میں دونوں آنکھوں کی بینائی سے محروم ہو گئے۔ اردو اشعار بڑی لطافت اور صفائی سے کہتے تھے کبھی کبھی فارسی میں بھی کہہ لیتے تھے۔

۳۷۔ جعفر | زٹلی۔ نواح دہلی کے بڑے مسخرے، ہزل گو، ذی علم اور موزوں طبع تھے۔ زٹل ہندی میں مہمل کلام کو کہتے ہیں۔ اس لئے چونکہ ان کا کلام بھی مضحکہ خیز اور مہمل ہوتا تھا اس لئے زٹلی مشہور ہو گئے۔ اس فن میں وہ گویا جعفر زرکوب کے ہمتا تھے۔ بعضوں کا خیال ہے کہ یہ عارفان کامل میں تھے اور اپنے کمال کو ہزل گوئی میں چھپاتے تھے۔ ان کا بعض کلام عارفانہ ہے۔ لیکن ایسے اشعار راقم کی نظر سے نہیں گزرے۔

۳۸۔ جعفر | سید شاہ علی جعفر الٰہ آبادی پسر شاہ علی رضا داماد

شاہ اجمل الٰہ آبادی۔ صاحب عرفان وکمال تھے۔ درسی کتابیں
مولوی احمد اللہ آبادی سے پڑھیں اور ۱۲۴۹ھ میں وفات پائی۔

۳۹۔ جمیل | منشی سید جمیل احمد ابن منشی سید امتیاز علی ابن مولوی
سید مراد علی سہسوانی۔ ریاست بھوپال میں ملازم ہیں۔ اتنی کم سنی
میں ان کے ذہن کی تیزی اور طبیعت کی جودت کی توصیف بیان سے
باہر ہے۔ ان کی پیدائش ۱۲۷۰ھ میں ہوئی۔ منظہر اسلام تاریخی
نام ہے علوم عربیہ اور فارسی میں مہارت ہے۔ فارسی اور اردو
نظم نگاری میں منشی محمد انوار حسین تسلیم سہسوانی کو اپنا استاد
تسلیم کرتے ہیں۔

۴۰۔ جمیل | مولوی جمیل الدین پسر مولوی خلیل فرخ آبادی شاگرد
محمد حسن قتیل۔

۴۱۔ جنون | مولوی عبداللہ پسر مولوی سرفراز علی بھاگلپوری ظاہری
وباطنی خوبیوں سے آراستہ۔ جیسور ضلع بنگالہ کی عدالت کے مفتی تھے۔

۴۲۔ جودت | سید حبیب الرحمٰن عظیم آباد کے رئیس۔ طبیعت میں
جودت اور ذہن میں تیزی تھی اور استادی مولوی محمد احسن
کے شاگرد تھے۔

۴۳۔ جوشش | شاہ ابوالقاسم تاج العارفین محمد مجیب اللہ
قادری کے نبیرہ تھے۔ وطن قصبہ پھلواری متعلقہ عظیم آباد۔
کمالات ظاہری وباطنی سے آراستہ۔ رہنمائے الٰہی کی تحصیل

میں منہمک رہتے۔

۴۴۔جوہر | جواہر سنگھ پسر بختاور سنگھ راقم لکھنوی۔
گل محمد خاں ناطق مکرانی کے شاگرد ہیں۔

۴۵۔جہاندارشاہ | میرزا جواں بخت پسر عالی گوہر شاہ عالم
بادشاہ دہلوی۔ بڑی خوبیوں اور کمالات کے حامل تھے۔

۴۶۔حاتم | شیخ ظہور الدین محمد معروف بہ شاہ حاتم دہلوی
پسر شیخ فتح الدین۔ اردو اور فارسی نظم پر قادر تھے۔ابتدا میں
رمزی تخلص کرتے تھے اس کے بعد حاتم۔ نوے برس کی عمر پائی۔
۱۱۹۷ھ میں وفات ہوئی۔

۴۷۔حسرت | ذوقی رام دہلوی۔اگروالہ معاصر محمد علی فروغ اور
نورالعین واقف۔ انداز بیان اچھا تھا۔ایک مدت تک دکن میں
رہے پھر افغانوں کے شہر رامپور میں آکر مقیم ہوئے اور وہیں
انتقال کیا۔

۴۸۔حسرت | مولوی محمد سعید عظیم آبادی علوم معقول و منقول کی
تحصیل اور نثر و نظم کی مشق مولوی سلامت اللہ کشفی سے کی۔
اختر کے دوستوں میں تھے۔

۴۹۔حسرت | میرزا احمد جعفر پسر ابوالخیر عطار لکھنوی جن کی دکان
اکبری دروازہ کے قریب تھی۔ اردو میں رائے سرب سکھ دیوانہ
اور فارسی میں میرزا فاخر مکین کے شاگرد تھے۔جرأت لکھنوی انہی کے

شاگرد ہیں۔

۵۰۔حسن | خواجہ حسن لکھنوی ابن خواجہ ابراہیم پسر سید غیاث الدین محمد بن سید محمد شریف بن سید ابراہیم معروف بہ سید کمہاری جو خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس سرہٗ کی اولاد میں تھے اور ظاہری و باطنی کمالات وفضائل سے آراستہ تھے۔ تصوف کے رموز کو بڑی ذہانت سے حاصل کر لیتے تھے۔ "فصوص" اور "فتوحات" کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ سید شاہ علی اکبر مغفور سے بیعت تھے

۵۱۔حسین | نواب غلام حسین خاں عمدۃ الملک شاہجہاں پوری۔ بہادر خان چغتا کے اخلاف میں ہیں۔ نواب بہادر خاں شاہجہاں کے عہد میں شش ہزاری منصب پر تھے اور بلخ کے انتظام پر مامور ہوئے۔ شاہی حکم کے بموجب اپنے والد کی تنبیہہ کے لئے مامور ہوئے جو بادشاہ سے بغاوت کر بیٹھے تھے۔ والد کی جانب انہوں نے کسی قسم کی رعایت ملحوظ نہ رکھی۔ نواب بہادر خاں کے بھائی نواب دلیر خاں بھی صاحب منصب وجاگیر تھے۔ شہر شاہ آباد انہیں کا آباد کیا ہوا ہے اور شہر شاہجہاں پور نواب بہادر خاں کا۔ الغرض نواب غلام حسین خاں طبع رسا اور فکر بلند رکھتے تھے اور فارسی اور اردو نظم نگاری میں ممدوح اقران تھے اور راقم کے والد ماجد سے دوستی رکھتے تھے۔

۵۲۔حشمت | محمد علی وطن شہر تبت۔ مرزا عبد الغنی قبول کے شاگرد تھے۔

۵۳۔ حیدر | شاہ غلام حیدر محمدی ابن شاہ غلام قطب الدین مصیبب ابن شیخ محمد فاخر زائر ابن شاہ خوب اللہ الہ آبادی۔ اپنے چچا شاہ محمد اجمل کی تربیت سے بڑے کمال تک پہنچے۔ آفتاب عالمتاب کی تالیف کے دوران تک بقید حیات تھے۔

۵۴۔ حیراں | میر حیدر علی لکھنوی، آصف الدولہ وزیر الممالک کے آستانہ سے منسلک رہے۔ اردو اشعار پاکیزہ کہتے تھے۔ کبھی کبھی فارسی بھی کہہ لیتے تھے۔ رائے سرپ سنگھ دیوانہ کے شاگرد تھے اور میر شیر علی افسوس کے استاد تھے۔

۵۵۔ حیرت | شاہ محمد علیم الہ آبادی ابن شاہ محمد موسیٰ ابن شاہ محمد فضل اللہ۔ اور شاہ خوب اللہ کے نواسے تھے۔ مولانا محمد فصیح جونپوری سے کسب علوم کیا، اور اپنے ماموں شیخ محمد ناصر افضلی سے بھی فیضیاب ہوئے۔ سخنوری میں پایۂ بلند رکھتے تھے۔ خانیہ شرح شافیہ، جواہر زواہر اور مثنوی شیر و برنج ان سے یادگار ہیں۔ نوے سال کی عمر میں ۱۲۲۳ھ میں رحلت کی۔[۱]

۵۶۔ خلیق | کرامت اللہ خاں عظیم آبادی۔ نواب ہدایت اللہ خاں خرم کے نواسے تھے۔ محمد جعفر خاں راغب ان کے چچا تھے۔ ابتدا میں فدا تخلص تھا۔ لکھنؤ آکر میرزا فاخر مکین سے خلیق تخلص پایا۔

---

[۱] اردو میں تخلص بیتاب (مسرت افزا)

۵۷۔ خلیل | علی ابراہیم خاں بنارسی امین الدولہ عزیز الملک نصیر جنگ
خطاب تھا سلطنت انگریزی کی ابتدا میں شہر بنارس کے دارو غہ
عدالت تھے۔ ذہن سلیم اور طبع مستقیم رکھتے تھے۔ تذکرہ صحفِ ابراہیمی
ان ہی کی تالیف ہے۔

۵۸۔ خورشید | مولوی خورشید علی بنارسی پسر شیخ محمد سمیع ابن شیخ
محمد رضا۔ بنارس میں ولادت پائی۔ اصلی وطن الٰہ آباد ہے ۱۲۳۰ھ
میں پیدا ہوئے۔ ابتدائے جوانی ہی میں اپنے چچا مولوی محمد فصیح
سے علوم رسمیہ حاصل کرنے کے بعد شعر و شاعری کی طرف طبیعت
کا رجحان ہوا۔ فارسی اور اردو نظم نگاری پر قادر ہو گئے اور الٰہ آباد
میں عدالت کی وکالت میں مشغول رہے۔

۵۹۔ خوشوقت | لالہ خوشوقت رائے لکھنوی پسر لالہ شتاب رائے
ملازم منشی دانش علی برادر منشی رونق علی لکھنوی۔

۶۰۔ خاور | میرزا محمد اکبر ابن میرزا مہدی خاں کابلی۔ قزلباش۔
لکھنؤ کے زمانۂ قیام میں راقم کے والد ماجد سے دوستی تھی۔ ان کا
ترجمہ نگارستان سخن میں ہے۔

۶۱۔ دانش | سوبھا رام لکھنوی۔ بہن تمیز کے بعد عظیم آباد میں
راجہ شتاب رائے کی رفاقت میں اوقات بسر کرتے تھے۔

۶۲۔ دبیر | جواہر لال لکھنوی پسر بسنتی (؟) رام قوم کایتھ۔ ان کا
اصلی وطن حوالی خیرآباد کے ایک دیہات میں ہے جو صوبہ اودھ کا

مضاف ہے۔ لکھنؤ میں نواب نصیر الدولہ خلف نواب عماد الملک کی ملازمت میں سرفراز تھے۔

۶۳۔ درد | کرم اسد خاں دہلوی۔ طبیعت رنگین ہے اور کلام شیریں ہوتا ہے۔

۶۴۔ دیوانہ | رائے سرب سکھ رائے لکھنوی۔ قوم کھتری۔ اصل میں لاہور کے ہیں۔ ایک مدت تک دہلی میں وطن بنا کر رہے۔ پھر دہلی کی تباہی کے بعد لکھنؤ آکر مقیم ہوئے۔ راجہ مہاراجہ نرائن دیوان نواب شجاع الدولہ بہادر وزیر الممالک ان کے رشتہ دار تھے۔

۶۵۔ ذاکر | ذاکر علی بنارسی پسر مولوی فضل علی رفیق راجہ بنارس۔ مصحفی اور حیدر علی تلق کے شاگرد تھے۔

۶۶۔ راغب | حافظ یار خاں عین جوانی میں مر گئے۔

۶۷۔ راغب | لکھنوی شاگرد میرزا محمد باقر منیر۔ اکثر اردو میں اور کمتر فارسی میں کہتے تھے۔

۶۸۔ رامی | منشی ہرگوپال ولد موتی لال قوم کایتھ۔ وطن سکندرآباد ضلع بلند شہر۔ صبح گلشن میں تفتہ تخلص اور قوم برہمن لکھا ہے۔ آجکل یہ اسی تخلص سے مشہور ہیں۔ نشتر عشق میں لکھا ہے کہ یہ نورالعین واقف بٹالوی کے دیوان کے مطالعہ اور نشتر عشق کی تحریر کے فیض سے سخن سرائی اور نکتہ سنجی پر قادر ہو گئے۔ راقم کا خیال ہے کہ ان کو خدا نے ذہانت اور ذکاوت اور استعداد ودیعت کی تھی۔

ذرا سی توجہ سے شاعری کی طرف راغب ہوئے۔ لیکن جب غالب دہلوی کے شاگرد ہو گئے اور اس فن کے پختہ کاروں کے ساتھ رہے تو متعدد دواوین مرتب کیے۔ اگر حسین قلی خاں مؤلف نشتر عشق آج زندہ ہوتے تو ان کی تعریف میں ایک دفتر لکھ ڈالتے۔ یہاں ان کا ابتدائی کلام جب وہ راؔمی تخلص کرتے تھے نشتر عشق سے منتخب کیے جاتے ہیں۔

۶۹۔ رائے | رائے شیو سہائے۔ وطن شہر میرٹھ۔ وہاں کے باغروشوں کی قوم میں سے تھے اور سیر و سیاحت میں عمر بسر کی۔ ذہن کی تیزی سے فارسی اور اردو اور ہندی بھاکا میں اشعار کہتے تھے اور حقیقتاً خوب کہتے تھے۔ مرشد آباد پہنچ کر جگت سیٹھ کے کسی جانشیں کی مدح سرائی سے کافی انعامات حاصل کیے۔

۷۰۔ رفعت | غلام جیلانی رام پوری۔ اصل میں شاہجہاں پور کے ہیں۔ علوم ظاہری و باطنی پر عبور تھا۔ صفائے باطن میں کوشاں تھے۔ اور علم ظاہری کی تدریس میں مشغول رہتے۔ نواب آصف الدولہ اور غلام محمد خاں روہیلہ کے درمیان جنگ کے واقعات کو بڑے کمال اور لطافت سے نظم میں بیان کیا ہے۔

۷۱۔ رنگین | سعادت یار خاں دہلوی خلف محکم الدولہ میرزا طہماسپ بیگ خاں اعتقاد جنگ جو سرکار بادشاہ دہلی کے رسالہ دار تھے۔ والد کے مرنے کے بعد جو ترکہ ملا سب عیش و عشرت میں پھونک ڈالا اور لکھنؤ پہنچے۔

اور شاہزادہ مرزا سلیمان شکوہ کی سرکار میں شاعروں کے زمرہ میں ملازم ہوئے۔ مرزا قتیل اور انشاء اللہ خاں کے ہم طرح اور ہم بزم رہے۔ شاعری، موسیقی، سپہگری، سواری اسپ، اور گھوڑوں کی اچھائی اور برائی کی شناخت اور علاج میں بڑی دستگاہ رکھتے تھے۔ شاعری میں شاہ حاتم شیخ ظہور الدین دہلوی کے شاگرد تھے سنہ ۱۲۴۳ھ میں نواب ذوالفقار بہادر کی طلبی پر شہر باندا گئے۔ ان کی وفات جمادی الآخر سنہ ۱۲۵۱ھ میں ہوئی۔ مرض الموت سے قبل اپنے استاد ہی کی طرح اپنی وفات کے زمانہ سے باخبر ہو گئے تھے اور موت کے دن، تاریخ، مہینہ اور سال کی اطلاع دور اور نزدیک کے دوستوں کو دیدی تھی اور لکھ بھیجا تھا۔ عورتوں کی زبان میں تغزل ان کی ایجاد ہے۔ اردو کے چار دواوین ہیں جن کے نام ہیں ریختہ، بیختہ، آمیختہ اور انگیختہ۔ فارسی اشعار بھی بہت خوب کہتے تھے۔

۲۶۔ رنگین | منشی بلاس رائے کا بیٹا عظیم آبادی، راجہ رام نرائن ناظم عظیم آباد کے رفیق تھے۔ سخن سنج، خوش خلق، خوش گپ۔ سنہ ۱۱۹۰ھ میں چل بسے۔

۲۷۔ ساحی | مرزا جان بیگ دہلوی پسر مرزا سعید بیگ قبچاق۔ کشمیر میں پیدا ہوئے۔ دہلی میں نشو و نما پائی۔ ابوالقاسم خاں کی رفاقت اختیار کی۔ خان مذکور کی شہادت ضابطہ خاں کی جنگ میں ہوئی۔

تو انہوں نے وطن جانے کا قصد کیا مگر ابوالقاسم خاں کے گھر کے لوگوں کو ان کی جدائی گوارا نہ تھی، ان کو جانے نہ دیا ساتھ رکھا اور تا حیات ان کی دل جوئی میں کوشاں رہے۔

۴۷۔ سعد | حافظ محمد سعد الدین لکھنوی پسر حافظ محمد ابراہیم خوشنویس۔ خط نستعلیق اور نسخ میں مشہور زمانہ ہیں۔ فارسی اور اردو نظم نگاری میں عالی طبع اور خوش سلیقہ ہیں۔

۴۸۔ سلیم | گلزار سیادت اور جلالت کے گل تازہ مولوی سید ابوالنصر علی حسن خاں صاحب بہادر۔ نواب صدیق حسن خاں نواب پسر مولوی سید اولاد حسن ولد نواب سید اولاد علی خاں انور جنگ قنوجی کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ چوتھی ربیع الاخر ۱۲۸۷ھ میں بھوپال میں پیدا ہوئے اور اپنے والدین کے سایۂ عاطفت میں اس وقت تیرہویں سال میں قدم رکھا ہے۔ اعلیٰ ذہانت اور ذکاوت کے باعث جو خدا نے ودیعت کی ہے، ان کو عقل کل کہا جائے تو بجا ہے اور جو ہر اول سمجھا جائے تو روا ہے۔ اگر یقین نہ آئے تو ان کی تالیف صبح گلشن دیکھئے اور شرح مرقات کا مطالعہ کیجئے تب سمجھ میں بات آجائے گی۔ اس کم سنی میں کتنی قابلیت رکھتے ہیں۔ مولوی محمد احسن بلگرامی جو ان کی تعلیم میں کوشاں ہیں، ان کی شاگردی پر فخر کرتے ہیں۔ خدا ان کی عمر میں برکت دے اور ان کو علماء اور فضلاء کی صف میں ممتاز کرے۔ اپنے تخلص ہی کی طرح ان کی طبیعت بھی

سلیم ہے اور ان کا ذہن ان کی قامت کی طرح مستقیم۔ ان کا کلام فصاحت و بلاغت میں شیریں بھی ہے اور رنگین بھی۔

۷۶۔ **سوز** | سید میر دہلوی معروف بہ میر سوز۔ تیر اندازی میں یکتا اور خط شفیعا میں بے ہمتا تھے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ اردو زبان کے اولین[1] شاعر یہی ہیں۔

۷۷۔ **سیّد** | سید امجد علی لکھنوی ابن سید میر علی ولد محمد تقی خاں اکبر آبادی (جو عظیم آباد میں راجہ رام نرائن کی طرف سے سنو سواروں کے رسالہ دار تھے اور وہیں وفات پائی) ان کے بیٹے سید میر علی نے راجہ بلونت سنگھ بنارس کی رفاقت اختیار کی اور چیت سنگھ کے زمانہ تک عزت کے ساتھ رہے۔ چیت سنگھ کی تباہی کے بعد بنارس سے لکھنؤ آکر مقیم ہو گئے۔ سید امجد علی ان کے بیٹے آقا ابوطالب داماد نواب سعادت علی خاں کی سرکار میں ملازم ہو گئے۔ ان کے بعد راجہ نول کشن پسر راجہ دیا کشن نے ان کو اپنی رفاقت میں رکھا اور ان کے بیٹے راجہ میوا رام دیوان شاہ اودھ نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد ان کو اپنے پاس سے جدا نہ کیا یہاں تک کہ یہ خود کربلائے معلیٰ جانے کے لیے تیار ہوئے۔ اسی مقصد سے کلکتہ پہنچے اور مناسب موسم کے انتظار میں ہو گلی آکر قاضی محمد صادق

---

[1] سبحان اللہ۔ کیا داد تحقیق دی ہے۔

خار، اختر کے مکان پر قیام کیا۔ قاضی صاحب سے ان کی بڑی دوستی تھی۔ وہیں ۲۶ ذی الحجہ ۱۲۴۰ھ کو دنیا سے رخصت ہو گئے۔

۷۸۔ سید | سید محمد گیسو دراز ابن یوسف حسینی دہلوی۔ بڑے اولیا اور عرفا میں تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت امام جعفر صادق تک پہنچتا ہے۔ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ حضرت خواجہ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے سلہ

ہر کو مرید سیدؔ گیسو دراز شد
واللہ خلاف نیست کہ او عشق باز شد

آپ اپنے مرشد کے وصال کے بعد دکن چلے گئے۔ وہاں بڑی مقبولیت حاصل کی اور وہیں وصال بھی ہوا۔ آپ کا مزار گلبرگہ میں ہے۔ گیسو دراز لقب پانے کی وجہ یہ ہے کہ ایک روز خواجہ چراغ دہلی کی پالکی مریدوں کے ساتھ اُٹھاتے ہوئے لیے جا رہے تھے کہ اتفاقاً ان کے گیسو پالکی میں اُلجھ گئے۔ انھوں نے ادب اور استغراق محبت میں ان کو چھڑانے کی فکر نہ کی اور اسی طرح پالکی کو کافی مسافت تک اُٹھائے ہوئے گئے۔ خواجہ کا تصرف تھا کہ ان کے گیسو اتنے دراز ہو گئے کہ ان کو کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ اسی دن سے سید گیسو دراز مشہور ہو گئے۔ ان کے ملفوظات بھی ہیں، جو ان کے ایک مرید نے جن کا بھی

سلہ تخلص شہباز تھا۔

نام محمد ہی تھا، جمع کئے تھے۔

۷۹۔ شاد | گنگا پرشاد قوم کایتھ اکبر آبادی۔ منشی ہر گوپال تفتہ کے شاگرد تھے جو اُن سے بہت التفات کرتے تھے۔

۸۰۔ شاکر | نواب آصف جاہ نظام الملک فتح جنگ صوبہ دار دکن۔ ابن قلیچ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ ابن عابد خان جو شیخ شہاب الدین سہروردی کے خاندان سے تھے اور عہد شاہجہاں آباد میں ہندوستان آکر اورنگ زیب عالمگیر کی سرکار میں ملازم ہوئے۔ عالمگیر کے دور سلطنت میں پنجہزاری منصب اور صدارت پر فائز ہوئے۔ ان کے بیٹے شہاب الدین مخاطب بہ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ ہفت ہزاری منصب اور سپہ سالاری پر مامور ہوئے اور سنہ ۱۱۲۲ھ میں انتقال کر گئے۔ عالمگیر بادشاہ نے ان کے بیٹے نواب آصف جاہ کو چین قلیچ خاں کا خطاب دیا اور پنجہزاری منصب دے کر بیجاپور کی صوبہ داری عطا کی۔ بہادر شاہ کے عہد میں خاندوراں کا خطاب اور اودھ کی صوبہ داری ملی۔ پھر معز الدین جہاندار شاہ کے عہد میں نظام الملک بہادر فتح جنگ کا خطاب اور ہفت ہزاری منصب ملا۔ ساتھ ہی ساتھ پورے دکن کی صوبہ داری اور وزارت عظمیٰ ملی۔ طبیعت موزوں تھی اور فکر عالی۔ ایک ضخیم دیوان یادگار ہے۔ ان کے محاسن اکثر کتب تاریخی اور سیر میں تفصیل سے منقول ہیں۔ چوتھی جمادی الآخر

سنہ ۱۱۶۱ھ میں انتقال کیا۔ پہلے تخلص شاکر تھا پھر آصف رکھا۔ تذکرۂ شمع انجمن اور دوسرے تذکروں میں اسی تخلص سے ان کا ذکر ہے۔

۱۸: شاہجہاں | جناب ملکہ نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال انگلستان کی ملکہ معظمہ سے خطاب کراؤن آف انڈیا رئیس دلا ور اعظم طبقۂ اعلیٰ ستارۂ ہند ملا۔ آپ کے اوصاف بیان کرنے سے زبان قاصر ہے۔ جس طرح حسن تدبیر اور اصابت رائے سے حکومت چلاتی ہیں اسی طرح اقلیم سخن فارسی و اردو میں بھی طبیعت کی موزونی اور ذہن کی ذکاوت سے حکمرانی ہے۔ فارسی میں شاہجہاں تخلص ہے اور اردو میں شیریں۔ چھٹی جمادی الاول سنہ ۱۲۵۴ھ تاریخ ولادت ہے۔ پندرھویں محرم سنہ ۱۲۶۳ھ میں اپنے والد نواب جہانگیر محمد خان صاحب کی وفات کے بعد والیہ ریاست ہوئیں اور نویں شوال سنہ ۱۲۷۶ھ کو اپنی والدہ نواب سکندر بیگم صاحبہ کو اپنی جگہ ریاست پر حکمراں بنادیا اور خود اپنے لئے ولیۃ العہد رہنا مناسب اور بہتر سمجھا۔ نواب سکندر بیگم صاحبہ کی وفات کے بعد پہلی شعبان سنہ ۱۲۸۵ھ میں مستقلاً حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی۔ سخاوت اور انصاف سے بیابان کو گلزار بنادیا۔ ملک میں امن وامان قائم کیا اور خواص وعوام کی بہبودی ہمیشہ مدنظر رہی۔ ارباب مملکت

اور صاحبان شریعت ہی نہیں بلکہ ملک اور شریعت ان پر ناز کرتی ہے۔ ساری دنیا میں ان کے اوصاف کا کوئی ہمتا نہیں۔ احکام کتاب و سنت کے اجرا میں عورت کیا کوئی مرد بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ سنہ ۱۲۹۴ھ میں جب جنگ درمیان قیصر روم اور شاہ روس چھڑی تو آپ نے اپنی طرف سے اور اپنے شوہر نواب صدیق حسن خاں صاحب کی طرف سے کافی رقم جمع کی اور اپنی ولیتہ العہد نواب سلطان جہاں بیگم اور ان کے شوہر نظیر الدولہ احمد علی خاں بہادر اور نائب السلطنت مدار المہام محمد جمال الدین خاں صاحب بہادر اور دیگر اہل خاندان وارکان سلطنت کی طرف سے بھی قریب دو لاکھ روپیہ کی رقم جمع کر کے سلطان عبدالحمید خاں قیصر روم کے پاس مجروحوں اور یتیموں کی مدد کے لئے روانہ کی۔ چونکہ سلطان روم ملکہ معظمہ کے اوصاف پہلے ہی سے جانتے تھے، اس مالی امداد کی وجہ سے ان کی توجہ اور بھی مبذول ہوئی۔ فرامین اور تمغوں کے ذریعہ مزید عزت افزائی فرمائی۔ پہلا فرمان تمغۂ اول کے ساتھ ملکہ کے لئے، دوسرا فرمان تمغۂ دوم کے ساتھ جس کو نشان مجیدی رتبۂ دوم کہا جاتا ہے نواب امیر الملک والا جاہ بہادر کے لئے۔ تیسرا فرمان تمغۂ ثالثہ کے ساتھ جس کو مجیدی رتبہ سوم کہا جاتا ہے، نائب الریاست مدار المہام صاحب بہادر کے لئے آئے اور اسی کے ساتھ ساتھ بطور ضمیمہ سید خیر الدین پاشا صدر اعظم

وزیر معظم کے مراسلات اور خود ان کی تصنیف کی ہوئی کتاب اقوام المسالک فی احوال الممالک مولوی محمد حسین فقیر دہلوی کی معرفت ۱۴ ر جمادی الاخر ۱۲۹۶ھ کو بھوپال میں پہنچی۔ مولوی محمد حسین کو نائب الریاست مدار المہام صاحب بہادر نے مصر اور قسطنطنیہ اِس لئے بھیجا تھا کہ قرآن مجید کے ترکی ترجمہ کی طباعت اور اشاعت کی کوشش کریں اور انہوں نے کافی خرچ کرکے اس کا ترجمہ کراکر فی سبیل اللہ تقسیم کرادیا قسطنطنیہ میں ان کی بڑی آؤ بھگت، اس لئے ہوئی کہ سرکار بھوپال سے ان کا توسل تھا۔ جس روز یہ فرامین اور تمغے بڑے اہتمام سے بھوپال پہنچے تو بڑی شان و شوکت کے ساتھ جشن دربار منعقد ہوا۔ مولوی محمد حسین فقیر کو ملکہ نے اِس قدر انعامات عطا کئے کہ ان کی غربت امارت سے بدل گئی۔ شعرا نے تہنیت کے قصیدے پیش کئے اور حسب خواہ صلے پائے۔ (بہت سے قطعات ہیں)۔۔۔۔۔

ملکہ نے شہر سے متصل شمال کی جانب ایک شہر شاہجہاں آباد کے نام سے آباد کیا جس کی سیر سے دل کو فرحت ہوتی ہے۔ دریا کے کنارے ایک محل بھی تعمیر کرایا جس کا نام تاج محل رکھا۔ اس کی بلندی آسمان سے باتیں کرتی ہے اور نقش و نگار رقع مانی کو ماند کرتا ہے۔ شعرا نے اس کی تعمیر پر بھی قطعات تاریخ لکھے۔ غرض ملکہ کے اوصاف کیا بیان کئے جائیں۔ نمونوں تذکرہ ں

(روز روشن، نگارستان سخن اور صبح گلشن) میں احوال مع آں حضرت سے لکھے ہوئے ہیں، لیکن چونکہ یہ تذکرہ آپ ہی کے عہد میں لکھا جارہا ہے اِس لئے کچھ حال لکھنا واجب تھا۔

۸۲۔ **شرر** | ابراہیم بیگ خاں لکھنوی ابن عابد حسین خاں قاچار۔ سپاہیانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ مرزا قتیل کے ہم عصر تھے۔

۸۳۔ **شرف** | مولوی محمد شرف الدین قصبہ پھلواری متصل عظیم آباد کے رئیس تھے اور شاہ ابوالحسن (فرد) ابن شاہ نعمت اللہ پھلواردی کے بھانجے تھے۔ طبع شریف اور ذہن لطیف رکھتے تھے۔

۸۴۔ **شعلہ** | پنڈت امرناتھ پسر پنڈت داتارام کشمیری لکھنوی۔ سبحان علی خاں کنبوہ کی رفاقت میں پندرہ سال تک رہے۔ ۱۲۵۰ھ میں کانپور میں مرے۔ موزونی طبع کے ساتھ فکر سنجیدہ اور ذہن برگزیدہ رکھتے تھے۔

۸۵۔ **شعور** | شیخ عبدالرؤف لکھنوی، لکھنؤ کے شیخ زادوں میں تھے اور مصحفی کے شاگرد۔ راقم کے والد ماجد سے محبت رکھتے تھے۔ اردو کے نامور شاعر تھے۔ فارسی میں بھی کہتے تھے۔

۸۶۔ **شور** | جارج پیش صاحب (؟) معروف بہ شور صاحب پسر مسٹر جان پیش صاحب فرانسیسی قوم سے ہیں جو نصاریٰ کی ایک شاخ ہے۔ ان کے آباواجداد وطن سے ہندوستان پہنچے اور

یہیں وطن بنا لیا۔ ان کا مولد و منشا گرچہ علی گڑھ ہے لیکن آج کل
چونکہ نانہالی ترکہ سے ایک بڑی دولت ان کے ہاتھ لگی اس لئے
نیر بھڑ میں ٹھاٹھ سے رہتے ہیں۔ دن رات جام و مینا سے کام ہے۔
بڑے باوقار، خلیق، یاد باش اور خوش طبع ہیں۔ طبیعت کی موزونی
اور ذہانت سے فارسی اور اردو میں خیالات کو نظم کے پیرایہ میں
ادا کرتے ہیں۔ ان کے دو دیوان طبع ہو کر شائع اور لوگوں کے
پسند خاطر ہو چکے ہیں۔ یہ منشی فدا حسین غریق کوٹلی کے دوستوں میں
ہیں۔ ان کے اشعار اور احوال غریق نے تذکرہ میں داخل کرنے
کے لئے بھیجے تھے۔

۸۷۔ شہید | شاہ غلام حسین۔ غازی پور کے ذی شعور فرد تھے۔

۸۸۔ صاحب | سید عالم، وطن قصبہ مارہرہ پسر سید خورشید علی
خورشید بلگرامی۔ نکتہ سنجی اور سخن سرائی میں شاعر نامی تھے۔

۸۹۔ صبا | اس تخلص سے شرم آتی ہے کہ صبا غمگین دلوں کو مسرور
کرتی ہے لیکن میری پریشان نوائی دلوں کو پریشان کرنے والی ہے
لیکن خودسری دیکھئے کہ اپنے کو شاعروں میں شمار کرتا ہوں۔ اسی پر
بس نہیں، ہوس اس کی ہے کہ شعرا کی بزم میں ہم نوائی کروں۔
لیکن خدا کے لئے آپ ایسا گمان نہ کریں۔ ہاں مقصد صرف یہ ہے
کہ جہاں گل و سنبل کی خوشبو ہے وہاں صبا کی بھی ضرورت ہے۔
..... میری ولادت ۱۴ر شعبان ۱۲۷۹ھ کو ہوئی۔ میر عطا حسین

لکھنوی نے تاریخ ولادت نکالی" کُنتُ کنزاً مخفیاً"۔ اگرچہ پیدا تو ہوا ہیں لکھنؤ میں، لیکن عرصہ سے بھوپال میں قیام ہے۔ لڑکپن کا زمانہ گزرنے کے بعد جب کچھ ہوش سنبھالا تو تعلیم حاصل کرنے لگا۔ عربی اور فارسی پڑھنے لگا۔ عمر کا اٹھارہواں سال گزر رہا ہے اور ابھی سلسلۂ تعلیم جاری ہے، دن رات یہی مشغلہ ہے۔ یہی نہیں کہ صرف تحصیل علم ہی کا شیدائی ہوں، بلکہ ایک دوسرے معشوق یعنی شاعری سے بھی دل لگا بیٹھا ہوں، بلکہ شاعری کا شوق فطری ہے۔ شاعری میں شاعر یگانہ مولوی محمد احسن بلگرامی میرے رہنما ہیں۔ ......

۹۰۔ صفا | رائے منولال پسر راجہ پورن چند لکھنوی علوم معقول اور خوشنویسی میں دستگاہ رکھتے تھے۔ صاحب، اُنّے رام کے بھائی ہیں جو قاضی اختر کے دوستوں میں تھے۔

۹۱۔ صمد | مولوی محمد عبد الصمد۔ صاحب استعداد شاعر ہیں۔ غازی پور کی عدالت دیوانی میں پیشۂ وکالت سے فارغ البالی اور خوش حالی سے بسر کرتے ہیں۔ میرے کرم فرما منشی فدا حسین غرقیؔ نے جو ان کا ترجمہ تذکرہ میں داخل کرنے کے لیے بھیجا اس میں لکھا ہے کہ یہ صمد مولوی غلام جیلانی کے بیٹے ہیں جو صدر دیوانی اکبرآباد کے مشہور وکیل تھے اور میرے بڑے بھائی شیخ نظام الدین سے مراسلت اور خط و کتابت کا سلسلہ رکھتے تھے۔

۹۲۔صوفی | احمد خان ابن محمد زماں خاں اکبرآبادی۔ ۷ ار رجب ۱۲۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ چھ ماہ کے تھے کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ فطرت میں استعداد اور قابلیت تھی، اس لئے سن تمیز کے بعد بہت کم مدت میں علم و ہنر سیکھ گئے۔ اہل علم کی صحبت سے فیض اٹھایا۔ ابھی دس ہی برس کی عمر تھی کہ شاعری کی طرف میلان ہوا اور فارسی اور اردو میں کہنے لگے اور غلام امام شہید کے شاگرد ہوئے۔ ان کی اصلاح سے نعت گوئی میں بڑی حلاوت پیدا ہو گئی۔ نظامی کی شیریں خسرو کے تتبع میں فارسی میں مثنوی بلقیس و سلیماں لکھی۔ یہ چھپ چکی ہے اور بڑی لطیف اور شیریں ہے۔ مثنوی "فسون بابل" اردو میں لکھی جو سراپا سحر حلال ہے۔ انہوں نے اکبرآباد میں ایک مطبع قائم کیا جس کا نام مفید عام ہے اور جس سے خواص و عوام کا فائدہ ہے۔ آج کل چھیالیس سال کی عمر میں فراغت کے ساتھ اکبرآباد میں بسر کرتے ہیں۔ نظم کی ہر صنف پر قادر ہیں۔

۹۳۔صولت | سید محبوب شیر۔ ان کی پیدائش اور نشو و نما قصبہ محسن پور مضافات ضلع بہار میں ہوئی۔ مدفن بھی یہیں ہے۔ استاد محمد احسن بلگرامی کے ارشد شاگرد تھے ان کے حالات صبح گلشن میں دیکھئے۔ ابھی جوان ہی تھے کہ ۱۲۸۵ھ میں انتقال ہوا۔ طبیعت رنگین اور ذہن جدت آفریں تھا۔ پاکیزہ کلام دل پذیر ہوتے ہیں۔

۹۴۔ضمیر | سید ہدایت علی خاں طبا طبا اسد الدولہ دہلوی۔
ان کے بیٹے میر غلام حسین خاں طبا طبا مؤلف سیر المتاخرین ہیں ۔ یہ ایک مدت تک عظیم آباد کے نائب صوبہ رہے۔ شاہ عالم بادشاہ کے عہد میں میر بخشی کے عہدہ پر تھے۔ حسین گڈھ (؟) (حسین آباد) متصل عظیم آباد میں انتقال کیا۔

۹۵۔طینت | دیوان پرتھی سنگھ، خوش خلق، نیک طینت تھے۔
محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں نواب ظہیر الدولہ کے ملازم رہے۔ کچھ عرصہ تک دکن میں غیرت خاں کی رفاقت میں کار نمایاں انجام دئے۔ فارسی، اردو اور بھاکا سے پوری واقفیت تھی۔

۹۶۔ظریف | لالہ بینی پرشاد لکھنوی۔ برادر حریف لکھنوی، شاگرد غلام ہمدانی مصحفی۔

۹۷۔ظاہر | لکھنوی۔ قاضی اختر کے دوستوں میں تھے۔ اکثر اردو اشعار اور کمتر فارسی کہتے تھے۔ تیرہویں صدی کے وسط میں رحلت کر گئے۔

۹۸۔ظلوم[۱] | شاہ امیر الدین سجادہ نشین مخدوم الملک شاہ شرف الدین احمد عظیم آباد کے مضافات بہار میں مشائخوں میں ہیں۔

۹۹۔عاجز | خلیفہ محمد یاسین دہلوی، رزم و بزم دونوں کے

---

[۱] اردو میں وحید تخلص کرتے تھے۔

پہلوان تھے۔ بذلہ سنجی اور لطیفہ گوئی سے لوگوں کے دلوں کو موہ لیتے تھے۔ کلکتہ میں ایک انگریز کو فارسی پڑھانے کی ملازمت کرلی تھی۔ ایک دن وہ انگریز چار عنصر بیدل کی عبارت باوجود حد درجہ سمجھانے کے سمجھنے سے قاصر رہا، برہم ہو کر کہا کہ منشی تم جہنم میں جاؤ۔ خلیفہ عاجز ہو کر گھر چلے آئے اور چند روز تک غیر حاضر رہے۔ انگریز نے خادم بھیج کر بلوایا اور پوچھا کہ اتنے دنوں کہاں رہے؟ خلیفہ نے جواب دیا کہ آپ کے حکم سے میں جہنم کی طرف چلا، بڑی مشقت سے وہاں پہنچا۔ چاہا کہ اندر داخل ہو جاؤں ولایتی گورے سپاہیوں نے جو پاسبانی کر رہے تھے، اندر داخل ہونے نہ دیا اور کہا کہ یہ مقام صاحبان عالی شان انگریز بہادران کے لئے مخصوص ہے۔ کسی مسلمان کو یہاں آنے کی اجازت نہیں۔ ہر چند آپ کا ارشاد بیان کیا کسی نے بھی اس پر توجہ نہ کی مجبوراً لوٹ آیا۔ انگریز مذکور یہ لطیفہ سُن کر خوب ہنسا اور اور ان پر نوازشیں کیں۔ غرض خلیفہ صاحب فارسی اور اردو میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔

۱۰۰۔ عارف | زین العابدین خان دہلوی فرزند نواب غلام حسین خاں ابن شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خاں سہراب جنگ۔ میرزا اسد اللہ خاں غالبؔ کے بھانجے[۱] اور شاگرد تھے۔

---

[۱] یہ غالبؔ کے نہیں بلکہ ان کی اہلیہ کے بھانجے تھے۔

۱۰۱۔عاشق | علی اکبر خاں لکھنوی ابن نواب محبت خاں ابن حافظ رحمت خاں شہید۔ فن موسیقی اور نظم فارسی و اردو میں مہارت رکھتے تھے۔ قاضی محمد صادق خاں اختر کے دوستوں میں تھے۔ اکثر اختر کے مکان پر جاتے تھے۔ تیرہویں صدی کے وسط میں رحلت کر گئے۔

۱۰۲۔عالی | شاہ ابو المعالی پسر شاہ اجمل الہ آبادی۔ فضل و کمال اور حال وقال والے آدمی تھے ۱۱۹۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۷ ربیع الآخر ۱۲۵۲ھ میں انتقال کر گئے۔ درسی کتابیں محمد سلطان رام پوری سے پڑھیں۔ فارسی میں اپنے والد کے اور اردو میں میر تقی میر کے شاگرد تھے۔

۱۰۳۔عشقی | محمد وجیہہ الدین عظیم آبادی۔ عربی میں صرف و نحو تک تعلیم پائی۔ فارسی میں مہارت کامل پیدا کی۔ وطن سے دل برداشتہ ہو کر جہانگیر نگر[1] میں قیام کیا۔ حسین قلی خاں عاشقی مؤلف نشتر عشق ان کے شاگرد تھے۔ نشتر عشق میں ان کے حالات اور بہت سے اشعار مندرج ہیں۔

۱۰۴۔عنایت | سید عنایت حسین خاں ابن منشی سید نجابت حسین خاں پسر حکیم سید غلام حسین خاں ابن مسیح وقت حکیم سید محمد نقا خاں

---

[1] ڈھاکا۔

بہادر۔ لکھنؤ کے مضاف سندیلہ کے رئیس تھے۔ ان کے دادا
کو بادشاہ کی جانب سے مسیح الوقت اور منصب ہفت ہزاری
ملا۔ اور سرکار انگریزی کی طرف سے صوبہ آگرہ کی دیوانی پر مامور
تھے۔ یہ خود۔ ۳۰ ذی الحجہ ۱۲۶۶ھ میں بندیل کھنڈ کے علاقہ میں
پیدا ہوئے۔ سن تمیز کو پہنچ کر عقل سلیم اور ذہن مستقیم سے بہرہ یاب
ہوئے۔ بڑی خوبیوں کے آدمی تھے۔ ایک عرصہ تک سرکار انگریزی
میں ملازم رہے۔ چھ سال سے ریاست بھوپال میں بڑے عہدہ پر
فائز ہیں۔ محکمۂ عدالت دیوانی کے نظم ونسق میں ایک زمانے تک
مشغول رہے۔ آج کل ریاست بھوپال کی نظامت ضلع ان کے
سپرد ہے۔ نظم کی طرف طبیعت کا رجحان ہے۔ زیادہ تر اردو
میں اور کمتر فارسی میں کہتے ہیں۔

۱۰۵۔ عاشق | میرزا محمد مخاطب بہ صمصام الدولہ۔ آغا محمد تقی خاں
ترقی کے بڑے بھائی تھے اور لکھنؤ کے ممتاز لوگوں میں تھے۔

۱۰۶۔ عاشق | نواب سعد اللہ خاں[۱]، نواب فضل علی خاں کے بھائی۔
شیخ عبداللہ خاں غازی پوری کی اولاد میں تھے۔ طبیعت سلیم اور ذہن
مستقیم تھا۔ ۱۱۷۰ھ میں وفات ہوئی۔ مثنوی "من وسلوی" "نان وحلوا"
کے جواب میں ان سے یادگار ہے۔

---

[۱] مطبوعہ میں سعید اللہ خاں۔

۱۰۷۔ عاصی | شیخ نور محمد اورنگ آبادی۔ صمصام الدولہ کے رفیقوں میں تھے۔

۱۰۸۔ عاصی | امداد حسین خاں پسر سبحان علی خاں کنبوئی لکھنوی۔ ظاہری اور باطنی حسن سے آراستہ۔ ذہن کی ذکاوت اور طبیعت کی لطافت سے پیراستہ تھے۔ عین جوانی میں مر گئے۔ قاضی اختر سے دوستی تھی۔

۱۰۹۔ غافل | منور خاں ابن صلابت خاں لکھنوی۔ حسام الدولہ فقیر محمد خاں گویا، رسالہ دار سرکار اودھ کے رفیق تھے۔ اردو کے صاحب دیوان ہیں۔ کبھی کبھی فارسی میں بھی کہہ لیتے ہیں۔

۱۱۰۔ غریق | عبدالغنی معروف بہ منشی فدا حسین ابن شیخ محمد کریم اللہ۔ اپنے وطن ڈبائی (بلند شہر) میں پیدا ہوئے۔ ضلع علیگڈھ میں وکالت دیوانی کے سلسلہ میں انیس سال سے شہر کوئل میں مقیم ہو گئے ہیں اور خوش حالی سے بسر کرتے ہیں۔ خدا نے طبع موزوں اور ذہن مضمون آفریں بخشا ہے۔ سن تمیز کو پہنچ کر اردو نظم کہنے لگے اور اس فن کی تکمیل کے لئے شاہجہاں آباد آئے اور نواب حاجی مصطفیٰ خاں حسرتی[۱] دہلوی کے شاگرد ہوئے اور اس فن کی تکمیل کی اور دوسرے اساتذہ سے بھی فیض حاصل کیا۔ پہلے اردو کی مثنوی

---

[۱] اردو میں تخلص شیفتہ۔

لکھی۔ اس کے بعد ایک ضخیم دیوان مرتب کیا جو چھپ چکا ہے۔ اردو کا ایک دوسرا دیوان مرتب کیا جس کا تاریخی نام "بیاض گل فشاں" ہے۔ آجکل فارسی کہنے کا شوق ہوا ہے۔ ان کی خواہش ہے کہ فارسی کا بھی ایک دیوان مرتب ہو جائے۔ اردو میں نعرا اور فارسی میں غریق تخلص کرتے ہیں۔ راقم کے والد ماجد سے غائبانہ مراسم دوستی اور نامہ و پیام ہے۔ خدا ان کی عمر میں برکت دے۔

۱۱۱- فدا | میرزا محمد الہ آبادی ابن میرزا محمد اسمٰعیل خلف مرزا محمد جعفر علی خاں۔ خان مذکور جو بادشاہ کی فوج میں تھے حملۂ نادری کے وقت دہلی آئے اور نادری رعب کے باعث ترک ملازمت کی شاہجہاں آباد میں مقیم ہو گئے۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی کی ملازمت اختیار کر لی۔ مرزا محمد اسمٰعیل یہیں پیدا ہوئے۔ سن تمیز پر جب پہنچے تو امیر الامرا میرزا نجف خاں نے ان کو رسالہ داری پر فائز کیا۔ وہ ایک عرصہ تک قصبہ جلیسر میں رہے۔ دہلی کی تباہی کے بعد محمد اسمٰعیل الہ آباد آکر مقیم ہو گئے اور مرزا محمد فدا وہیں سنہ ۱۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ علوم درسیہ حاصل کئے۔ خطِ شفیعا و ثلث میں کمال پیدا کیا۔ نظم و نثر سے بھی شوق تھا۔ وارستہ مزاج، خلیق اور متواضع تھے۔ آفتاب عالمتاب کی تالیف کے وقت سرکار انگریزی میں عہدۂ وکالت پر مامور رہ کر زندگی بسر کرتے تھے۔

۱۱۲- فراقی | کنور پریم کشور دہلوی پسر کنور آنند کشور فرزند لچھ جو گل کشور شاگرد برکت اللہ خاں برکت دہلوی۔

۱۱۳۔ فرد | سید شاہ محمد ابو الحسن قادری خلف و جانشین سید شاہ نعمت اللہ قصبہ پھلواری متصل عظیم آباد کے مشائخ میں تھے۔ فضل و کمال، تزکیہ باطن، تعلیم و تلقین میں بے نظیر تھے۔

۱۱۴۔ فضل | سید فضل مولیٰ خاں لکھنوی، اکبر شاہ ثانی سے وحید العصر ممتاز الزمن خطاب پایا۔ قاضی اختر کے دوستوں میں تھے۔ گوالیار اور کلکتہ میں دونوں ساتھ رہے ہیں۔ قاضی موصوف نے ان کی نظم اور نثر کی تعریف کی ہے۔

۱۱۵۔ قاسم | سید قاسم علی لکھنوی خلف سید حیدر علی ابن سید صفدر علی ولد سید اصغر علی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے سلسلۂ نسب سے ہیں۔ حوالی ملتان میں گیلانیوں کا ایک محلہ ان کے اجداد کا آباد کیا ہوا ہے۔ اصغر علی مرزا جواں بخت شاہزادہ کے ہمراہ دہلی سے لکھنؤ آئے اور یہیں قیام کر لیا۔ قاسم علی جو ایک مدت تک سرکار انگریزی میں تحصیلداری پر مامور تھے، قاضی اختر کے دوستوں میں تھے۔

۱۱۶۔ قدرت | شاہ قدرت اللہ، وطن عظیم آباد، دہلی میں پیدا ہوئے، مرشد آباد میں نواب دلاور جنگ ابن مظفر جنگ کے ملازم تھے۔ نظم فارسی و اردو میں اچھی مہارت تھی۔

۱۱۷۔ قربان | میرزا قربان علی بیگ ابن میرزا عالم بیگ خاں ابن عاشور علی بیگ خاں غالب جنگ۔ قوم ازبک۔ آبا و اجداد کا

وطن شاہجہاں آباد تھا۔ ان کے والد ایک مدت تک حیدر آباد میں والی دکن کے ملازم تھے۔ مرزا قربان علی بیگ وہیں پیدا ہوئے۔ چھ سال کی عمر میں دہلی چلے آئے۔ کسب علوم کرتے رہے۔ پندرہ سال کی عمر میں شاعری کرنے لگے۔ ایک مدت تک حکیم مومن خاں دہلوی سے اصلاح لیتے رہے۔ پھر غالبؔ کے شاگرد ہوئے۔ سالک تخلص رکھا۔ نظم اردو و فارسی میں اپنے ہمسروں سے آگے تھے۔ آجکل حیدر آباد میں کسی رئیس کے یہاں ملازم ہیں۔ عمر ۷۵ سال کی ہوگی۔ ان کا ترجمہ حرف سین ہی میں لکھا جانا چاہیئے تھا، مگر ان کے احوال و اشعار منشی سید جمیل احمد جمیلؔ سہسوانی کی وساطت سے راقم کو اس وقت ملے جبکہ یہ تذکرہ حرف دسؔ تک چھپ چکا تھا، مجبوراً اس جگہ مندرج کئے گئے۔

۱۱۸۔ قطب | قطب شاہ ابوالمظفر محمد قلی قطب شاہ پسر ابراہیم قطب الملک ابن سلطان قلی قطب الملک۔ سلطان قلی نے جب سلطان محمود بہمنی کی توجہ اور سلوک غلاموں کے ساتھ دیکھا تو یہ خود ان کے غلاموں میں شامل ہو گئے۔ چونکہ عقلمند اور خوش تدبیر تھے، سلطنت بہمنی میں اختلال کے دوران اپنی تدبیر سے اس پر قابض ہو گئے اور ۴۲ سال تک استقلال کے ساتھ حکومت چلائی۔ ان کا نالائق بیٹا جمشید قطب الملک تھا جس نے

ایک غلام کے ذریعہ اپنے باپ کو شہید کرادیا اور حکمراں بن بیٹھا۔ ۷ سال تک حکومت کر کے مر گیا۔ اس کے بعد اس کے چھوٹے بھائی ابراہیم قطب الملک نے سلطنت سنبھالی اور ۳۵ سال تک حکومت کی۔ ان کے مرنے کے بعد ان کا ہی بیٹا محمد قلی قطب شاہ باپ کی جگہ سلطنت پر بیٹھا۔ اور تیس سال تک حکومت کی سنہ ۱۰۵۰ھ کے لگ بھگ انتقال کیا۔ اس کا بیٹا ابوالحسن تاناشاہ اس کی جگہ پر بیٹھا۔ دکن میں بھاگ نگر اسی قطب شاہ کا بنوایا ہوا ہے۔

۱۱۹۔ قمر ۔۔۔ قمر الدین احمد خاں عرف میرزا حاجی لکھنوی۔ افتخار الدولہ یمین الملک صولت جنگ خطاب پسر میرزا فخر الدین احمد خاں معروف بہ میرزا جعفر جو نواب سرفراز الدولہ میرزا احسن رضا خاں بہادر کے بھانجے تھے۔ ایک مدت تک غازی الدین حیدر بادشاہ کے ندیم اور رفیق رہنے کے باعث ان کا بڑا اعزاز تھا یہاں تک کہ نواب معتمد الدولہ آغا میر کی وزارت کا دور آیا اور میرزا حاجی سے حساب کی پرسش ہوئی۔ ترک وطن کے سوا کوئی اور چارہ نہ دیکھا، کانپور بھاگے اور ایک مدت تک وہاں بڑی پریشانیوں میں رہے۔ جب محمد علی شاہ کا زمانہ آیا تو یہ پھر لوٹ کر وطن واپس آئے۔ تیرہویں صدی کے وسط میں انتقال کیا۔ زیادہ تر اردو کہتے تھے فارسی میں کمتر۔

۱۲۰۔ کلیم ۔۔۔ نور الحسن نام کنیت ابوالخیر۔ نواب صدیق حسن خاں

ابن سید اولاد حسن قنوجی ابن نواب سید اولاد علی خاں انور جنگ کے بڑے بیٹے۔ ۱۲ رجب ۱۲۷۰ھ میں ولادت ہوئی۔ تاریخی نام نظیر الحسن ہے۔ خدا نے ہر طرح کے علم و فن کی استعداد بخشی ہے۔ علوم معقول و منقول بہت ہی کم عرصہ میں حاصل کئے۔ آج کل تفسیر اور حدیث میں انہماک ہے۔ کبھی کبھی موزونی طبع سے شعر گوئی کی طرف بھی مائل ہیں اور افتخار الشعرا حافظ خاں محمد خاں شہیر سے اصلاح لیتے ہیں۔ پہلے نور تخلص تھا اب کلیم ہے۔ نگارستان سخن کے مؤلف ہیں۔ فقہ حدیث میں بھی ایک کتاب النہج المقبول من شرائع الرسول ان کی ہے۔ ان کے حالات شمع انجمن، نگارستان سخن اور صبح گلشن میں مندرج ہیں۔ راقم نے تذکرۂ ہٰذا میں ان کے تازہ اشعار اور مختصر حالات کو داخل کرنا واجب سمجھا۔

۱۲۱۔ کامل | مولوی غلام کبریا وطن قصبہ نوبستہ جو ہوگلی کے قریب ہے۔ مولوی حیدر علی سندیلوی سے علوم درسی حاصل کئے۔ شیریں مقال اور صاحب وجد و حال تھے۔ برسوں عرب اور عجم کی سیر و سیاحت کرتے رہے۔ فریضۂ حج و زیارت سے فارغ ہوئے۔ قاضی اختر سے ان کی شناسائی تھی۔ اپنے تذکرہ آفتاب عالمتاب میں انہوں نے ان کی بڑی تعریف کی ہے۔

۱۲۲۔ کوکب | منشی غلام حسین خاں لکھنوی پسر سعادت یار خاں۔ قاضی محمد صادق خاں اختر کے شاگرد تھے۔ صرف و نحو و منطق

اور موسیقی میں استعداد تھی۔ ملازمت پیشہ تھے ۔ ۱۲۶۰ھ میں
بعارضۂ ہیضہ وبائی انتقال ہوا۔

۱۲۳۔ گلشن | شیخ سعد اللہؒ حضرت زبیر بن عوامؓ کی اولاد
سے تھے ۔ اسلام خاں وزیر سلاطین گجرات ان کے اجداد میں تھے۔
ان کے اسلاف عرب سے گجرات آئے اور مقیم ہو گئے ۔ ان کے
دادا گجرات سے برہان پور آکر رہے ۔ گلشن وہیں پیدا ہوئے ۔
سن تمیز کے بعد حصول علم میں لگ گئے ۔ دہلی پہنچکر حاجی اکرام
دہلوی سے تحصیل علم کی ۔ موسیقی میں وہ کمال پیدا کیا کہ خسرو
ثانی مشہور ہوئے ۔ شیخ عبدالاحد معروف بہ شاہ گل تخلص
وحدت ابن شیخ محمد سعید خلف مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد
سرہندی سے بیعت تھے ۔ اور شاہجہاں آباد میں سکونت اختیار
کر لی ۔ عبادت و ریاضت میں مشغول رہے ۔ یہاں کے اُمرا
ان سے عقیدت اور ارادت رکھتے تھے ۔ خواجہ ناصر (میر درد
کے والد) ان کے مرید اور خلیفہ ہیں ۔ گلشن تخلص میرزا بیدل
کا عطیہ ہے ۔ ان کے اشعار کی تعداد ایک لاکھ سے بھی زیادہ
ہوگی ۔ ۷۵ سال کی عمر پا کر ۲۱ جمادی الاول روز یکشنبہ
۱۱۴۱ھ میں رحلت کر گئے ۔

۱۲۴۔ گمنام | ...... محمد جمال الدین خان صاحب بہادر ابن مفتی
وجیہ الدین ابن شیخ حسام الدین صدیقی ۔ سلسلہ نسب محمد بن حضرت

ابو بکر صدیق سے ملتا ہے۔ اصلی وطن بوریا سہارن پور ہے۔ مُلاّ جمال الدین (شیخ حسام الدین کے دادا) جو عالم باعمل تھے، قوم سکھوں کے مظالم سے تنگ آکر تارک وطن ہو گئے اور کوتانہ میں جو دہلی سے تیس کوس شمال میں واقع ہے، سکونت اختیار کر لی۔ محمد جمال الدین خاں اسی قصبہ میں سنہ ۱۲۱۶ھ میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن میں ان کا دہلی جانا ہوا یہیں تعلیم حاصل کی۔ ایک عرصہ تک مولوی محمد مملوک دہلوی سے عربی اور فارسی پڑھی۔ تفسیر اور حدیث کا درس مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کے نواسوں یعنی مولانا محمد اسحٰق اور مولوی محمد یعقوب سے لیا۔ اور مرزا مظہر جانجاں کے خلیفہ شاہ غلام علی کے حلقۂ مراقبہ میں بیٹھ کر نور معرفت سے دل کو منور کیا۔ شاہ عبدالعزیز اور مولانا شاہ رفیع الدین کی بھی صحبتیں اٹھائیں اسی طرح ہندوستان اور دکن کے ارباب کمال سے فیضیاب ہوئے اور اکثر مومن خاں مومنؔ، امام بخش صہبائیؔ، محمد ابراہیم ذوقؔ اور دوسرے شعرائے دہلی کی صحبتوں میں رہے۔ ۳۰ سال کی عمر میں بھوپال تشریف لائے۔ نواب سکندر بیگم صاحبہ نے ان کی استعداد کو دیکھ کر امور سلطنت میں ان کو دخیل کیا اور رفتہ رفتہ ان کے مدارج میں ترقی ہوئی۔ یہاں تک سنہ ۱۲۶۳ھ میں صدارت عظمیٰ کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ ریاست بھوپال کو

ان کی ذات پر ناز ہے........ جلسۂ قیصریہ دہلی میں ملکہ انگلستان سے تمغہ ملا اور سلطان عبدالحمید خاں کے یہاں سے تمغۂ مجیدی درجہ سوم ملا۔ غرض آپ کے صفات ذاتی کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا...... دینی خدمات کا جذبہ تھا۔ ویران مساجد کو آباد کرایا۔ ہر جگہ نماز بعد اذان کی آوازیں گونجنے لگیں۔ وعظ و پند کی مجلسیں منعقد ہوتی رہیں اور لوگوں کے دلوں میں خدا پرستی کا جذبہ بیدار ہوتا گیا۔ باوجود مشاغل بسیار درس قرآنی کا مشغلہ بھی رکھتے تھے۔ ہزاروں مرد و زن آپ کی تعلیم سے بہرہ یاب ہوئے۔ قرآن کے تراجم صرف ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ دوسرے ملکوں کی زبانوں میں مثلاً پشتو، ترکی میں قرآن کے تراجم چھپوا کر تقسیم کرائے۔ روم و شام میں بھی اسی طرح قرآن مجید کے تراجم چھپوا کر مفت تقسیم کرائے آج بھی کہ قریب اسّی سال کی عمر ہوئی اس پر بھی باوجود پیری اور ضعف نماز باجماعت پڑھتے ہیں۔ روزہ اور تراویح بھی جاری ہے۔ عربی، فارسی اور اردو میں اشعار کہتے ہیں اور نثر بھی لکھتے ہیں۔ اور اسی حیثیت سے وہ اس فن کے ائمہ کے پہلو بہ پہلو ہیں۔ ہزاروں سنجیدہ اشعار فارسی اور اردو کے کہکر بیاض میں لکھے۔ اول تو شعر کی طرف زیادہ توجہ نہیں اور اگر کہتے بھی ہیں تو مضامین توحید ہیں۔

۱۲۵۔ مبتلا | میرزا کاظم مخاطب بہ مردان علی خاں لکھنوی ابن محمد علی خاں ابن میر کرم علی خاں مشہدی۔ میر مذکور اپنے وطن سے خراسان چلے آئے اور بہادر شاہ خلف عالمگیر بادشاہ کے عہد میں ہندوستان آئے اور شاہی ہمنشیوں کے زمرہ میں داخل ہو کر خطاب خانی سے سرفراز ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد میرزا محمد علی خاں نواب سعادت خاں برہان الملک اور نواب صفدر جنگ کے دامن سے وابستہ ہو گئے اور بڑے بڑے معرکے سر کئے۔ نواب ممدوح نے پنج ہزاری منصب اور بہادری کا خطاب عطا کیا اور نواب کی طرف سے الہ آباد کی صوبہ داری ملی۔ نواب کے انتقال کے بعد بنگالہ چلے آئے اور نواب جعفر علی خاں اور قاسم علی خاں عالی جاہ کی رفاقت اختیار کی ۱۱۷۶ھ میں رحلت کی اور عظیم آباد میں درگاہ شاہ ارزانی میں مدفون ہوئے۔ مردان علی خاں مبتلا ۱۱۴۴ھ میں لکھنو میں پیدا ہوئے اور فن شاعری اور صرف و نحو اور فقہ کی تعلیم مولانا محمد وجیہ نظام آبادی سے حاصل کی اور مشق خط نستعلیق میرزا محمد حسن دہلوی سے کی اور خوش نویسی میں اچھی دستگاہ حاصل کی۔ لکھنؤ سے روانہ ہو کر عظیم آباد چلے آئے اور یہیں ۱۲۰۰ھ کے لگ بھگ رحلت کی۔ ان کے دیوان (فارسی) میں چار ہزار اشعار کے قریب ہیں اور تذکرہ "نظم معانی" تالیف کیا جس کا نام تاریخی ہے۔

۱۲۶ - محتشم | ابو القاسم۔ شیخ عباس رفعت کے بڑے بیٹے۔
بھوپال میں ۳ محرم ۱۲۷۶ھ کو پیدا ہوئے۔ اپنے والد کی تربیت
سے تہذیب و شائستگی سے آراستہ ہوئے۔ خوش نویسی میں
مشاق اور خوش وضع اور سنجیدہ طبع ہیں۔ فارسی اور اردو میں شعر کہتے
ہیں۔ تاریخ گوئی میں بھی دخل ہے۔ اپنے والد سے اصلاح لیتے ہیں۔
اگر ایسی ہی مشق رہی تو بہت ترقی کریں گے۔

۱۲۷ - محسود | مولوی سید ابو سعید محمد عبدالواحد ابن مولوی ابو محمد
عبدالغفار معروف بہ مولوی جواد اللہ رئیس چاٹگام بنگالہ۔ علوم
نقلی و عقلی میں اپنے ہم مثلوں میں محسود ہیں۔ عربی، فارسی اور اردو
میں پاکیزہ اشعار کہتے ہیں۔ اردو میں تسخیر تخلص کرتے ہیں کہ یہی ان کی
تاریخ ولادت ہے۔ ابھی جوان ہی ہیں ان کی نثر کی ایک کتاب
"شمیم جانفزا" ہے۔ ایک مثنوی بھی بنام "حدیث شق القمر" لکھی۔

۱۲۸ - مذاق | مولانا محمد دلدار علی شاہ ابن حافظ محمد نثار علی۔ وطن
اور مسکن شہر بدایون۔ ان کا سلسلۂ نسب آبائی محمد بن ابی بکر
صدیق رض سے ملتا ہے۔ اور نسب مادری حضرت علی رض سے۔ ۱۲۳۵ھ
میں پیدا ہوئے۔ "معرفت کردگار" تاریخ ولادت ہے۔ علوم عقلی
مولوی فضل حق خیر آبادی سے حاصل کیے جو علم معقول میں یگانہ
تھے۔ علوم نقلی دوسرے علما سے حاصل کیے۔ خواجہ محمد ابراہیم ذوق
سے فن شعر سیکھا اور علم باطن ہر سلسلۂ طریقت کا سید شاہ فضل غو۔

بریلوی سے حاصل کیا۔ اردو میں زیادہ اور فارسی میں کم کہتے تھے۔ ان کی عمر ساٹھ سال کی ہوئی۔ مستقل طور پر وطن ہی میں رہ کر طالبین کی تعلیم و تربیت میں مشغول رہتے ہیں۔ اکثر نوجوانان موزوں طبع اور نومشق شعراء ان کی شاگردی پر ناز کرتے ہیں اور ان کی اصلاح سے اپنے کلام کو درست کرتے ہیں۔ ان ہی شاگردوں میں ایک مولوی علی امجد حسین امجد بھی ہیں جن کے والد کا نام مولوی فضل حسین صدیقی بدایونی ہے۔ امجد کی عمر اس وقت چالیس سال کی ہوگی۔ ان کا ایک مختصر دیوان دیکھنے میں آیا۔ حرف الف میں ان کا ترجمہ داخل نہ ہو سکا۔ اس لئے کہ حرف "غین" تک کتاب چھپ چکی تھی۔ مجبوراً ان کا ترجمہ ان کے استاد کے ساتھ لکھا گیا۔

۱۲۹۔ مُذنب مولوی حافظ علی امجد کنیت ابی بکر ابن حاجی علی اسد اللہ خلف علی ولی اللہ بدایونی۔ حضرت محمد بن ابی بکر صدیق رضؓ کی اولاد سے ہیں سنہ ۱۲۷۱ھ میں بدایون میں پیدا ہوئے "نیّر اعظم" تاریخ ولادت ہے۔ سن تمیز کے بعد علوم و فنون کی تحصیل میں مشغول ہوئے۔ اساتذہ کی صحبت اور کثرت مطالعہ کتب سے تھوڑے ہی عرصہ میں علوم پر عبور حاصل کیا۔ حدیث کی سند سید شاہ آل رسول سے لی جن کا سلسلہ روایت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی سے ملتا ہے۔ مولانا محمد دلدار علی شاہ مذاق بدایونی کے مرید ہوئے اور فیض پایا۔ اس تذکرہ کی تالیف کے

وقت تک اپنے وطن میں علم باطن کی تحصیل میں مشغول ہیں۔ اور علم ظاہر کے درس و تدریس میں مصروف رہتے ہیں۔ فطری موزونی طبع کے باعث عربی، فارسی اور اردو میں لطیف اشعار کہتے ہیں۔

۱۳۰۔ مسرور | مولوی محمد عین الدین ابن مولوی غلام سرور رہتکی۔ وطن قصبہ رہتک مضاف دہلی ہے۔ ان کے جداعلیٰ قاضی قیام الدین جوہین کے قاضی تھے، زمانہ کی نیرنگی سے وطن سے دل برداشتہ ہو کر سیستان چلے آئے اور ایک مدت تک وہاں رہے۔ آب و دانہ نے ان کو ہندوستان میں کھینچا۔ رہتک کو پسند کیا اور وہیں وطن بنا کر رہے اور ساری عمر یہیں خدا کی عبادت میں بسر کی۔ قلعہ رہتک کے جملہ صدیقان ان ہی کی نسل سے ہیں۔ مولوی عین الدین ۱۲۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائے عمر ہی سے تحصیل فضائل علمی و عملی میں مشغول ہوئے۔ علم ادب اور فقہ کا درس مولوی حافظ الدین ابن مولوی امام الدین رہتکی سے لیا اور علوم دینی دوسرے اساتذہ سے حاصل کیے۔ ۱۲۸۷ھ میں طلب معاش میں بھوپال پہنچے اور رئیسہ بھوپال کی جوہر شناسی سے دربار میں منسلک ہوئے۔ عہدہ تھانہ داری اور تحصیلداری ملا۔ آجکل بھوپال کی تحصیلداری پر مامور ہیں۔ ان کے بڑے بھائی منشی صلاح الدین محکمہ فوجداری میں منسلک ہیں۔ مولوی مذکور طبع لطیف اور ذہن شریف رکھتے ہیں۔ اشعار اچھے ہوتے ہیں۔

فارسی میں مسرؔدر اور اردو میں غمگین تخلص کرتے ہیں۔

۱۳۱۔ مصیب | شاہ غلام قطب الدین ابن حاجی شاہ محمد فاخر زایرالہ آبادی پہلی محرم ۱۱۳۸ھ میں پیدا ہوئے۔ علوم عقلی ونقلی مولوی برکت اللہ الہ آبادی اور ملا کمال الدین لکھنوی سے حاصل کئے۔ زیارت حرمین سے مشرف ہوئے۔ مدینہ منورہ سے واپسی میں مکہ معظمہ آکر ذی قعدہ ۱۱۸۷ھ میں مرض اسہال میں انچالیس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ مثنوی "بستان الحقیقت" اور "نان وقلیہ" اور ایک رسالہ حج ان سے یادگار ہیں۔ قاضی القضاۃ محمد نجم الدین کاکوروی نے بڑی صنعت سے ایک قرآنی آیت سے ان کی تاریخ وفات نکالی۔

۱۳۲۔ مضطر | منشی کنورسین کایتھ لکھنوی۔ سرکار انگریزی میں عہدہ تحصیلداری میں عمر گزاردی۔ طبیعت بلند اور ذہن رسا تھا۔ غلام ہمدانی مصحفی سے تلمذ تھا۔

۱۳۳۔ مِنّت | میر قمر الدین دہلوی۔ سید ناصر الدین کی اولاد سے ہیں جن کا مزار سونی پت میں ہے۔ ان کا سلسلۂ نسب چودہ واسطوں سے سید جلال الدین عضد یزدی وزیر سلطان مظفر تک پہنچتا ہے۔ میر موصوف سونی پت میں پیدا ہوئے۔ دہلی میں نشو ونما پائی۔ شاہ ولی اللہ کے خاندان سے قرابت کے باعث وہیں تربیت ہوئی اور تفسیر وحدیث شاہ عبدالعزیز دہلوی سے

پڑھی۔ مولانا فخر الدین دہلوی کے مرید ہوئے اور تصوف میں
استعداد پیدا کی ۱۱۹۱ھ میں دہلی سے لکھنؤ آئے۔ یہاں
شیعہ مسلک اختیار کیا۔ اور نواب آصف الدولہ والی اودھ
حیدر بیگ خاں نائب ریاست اور راجہ ٹکیت رائے دیوان کے
حضور میں قصیدے پیش کئے اور وافر انعامات حاصل کئے۔
پھر بنگالہ چلے گئے اور نواب مرشد آباد کی مدح میں قصیدہ
گذرانا اور صلہ پایا۔ کلکتہ میں گورنر جنرل کی قصیدہ خوانی کی
اور ملک الشعرا کا خطاب ملا۔ پھر دکن چلے گئے اور نظام الملک
اور آصف جاہ کی مدح سرائی کی دو ہزار روپیہ انعام ملا۔ اور
استعداد کے کمال کے امتحان کے بعد زمرد کی انگوٹھی پر
ملک الشعرا کی مہر عنایت ہوئی۔ وہاں سے پھر لکھنؤ لوٹ کر آئے
راجہ ٹکیت رائے ان کے اخراجات کے کفیل ہوئے۔ کچھ عرصہ
کے بعد پھر کسی موقع سے کلکتہ آئے اور یہیں ۱۲۰۶ھ میں اپچاس
سال کی عمر میں انتقال کیا اور وہاں کے کربلا میں مدفون ہوئے۔
ان کی تصانیف میں معجز الکمال بمقابلہ سحر حلال وشکرستان
وچمنستان بہ مقابلہ گلستاں و بوستان اور قصہ ہیر و رانجھا ہیں۔

۴۳ امیر منصور | حافظ مصلح الدین اکبر آبادی۔ اردو اور فارسی میں
اشعار درست کہتے ہیں۔ اردو میں اسداللہ خاں غالب کے شاگرد
ہیں اور فارسی میں استادی مولوی محمد احسن بلگرامی کا طرز اختیار کیا ہے۔

۱۳۵-مہر | میرزا حاتم علی بیگ اکبرآبادی۔ اردو کے مشہور شاعر ہیں۔ شیخ امام بخش ناسخ کے شاگرد ہیں۔ آجکل اکبرآباد میں ان کو سب لوگ استاد مسلّم الثبوت جانتے ہیں۔ گرچہ فارسی کی طرف توجہ کم ہے۔ پھر بھی جو کچھ کہتے ہیں سنجیدہ کہتے ہیں۔ قبل اس کے کہ یہ تذکرہ طبع ہو ان کا انتقال ہو گیا۔ تاریخ وفات ۲۶ رشعبان ۱۲۹۶ھ ہے۔

۱۳۶-مہربان | میر عبدالقادر فخری اورنگ آبادی۔ سادات نقوی نیشاپور سے ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب حضرت امام علی نقی سے ملتا ہے۔ ان کے جد اعلیٰ نیشاپور سے ہندوستان آئے اور قصبہ کنتور توابع لکھنؤ میں سکونت اختیار کی۔ ان کے والد سید شریف الدین خاں وطن سے بیزار ہو کر اورنگ آباد دکن چلے آئے اور وہاں کے حاکم سے توسل حاصل کیا اور قصبہ روضہ کے عہدۂ قضا پر مامور ہوئے۔ مہربان وہیں ۱۱۴۳ھ میں پیدا ہوئے۔ علوم رسمی کے حصول کے بعد شاعری کا شوق پیدا ہوا۔ حسان الہند غلام علی آزاد بلگرامی کے شاگرد ہوئے۔ مہربان اُستاد نے ان کا تخلص مہربان قرار دیا۔ استاد کی تربیت سے عربی اور فارسی شعر گوئی میں ایسی قدرت حاصل کی کہ ہر صنف شاعری میں مقبول ہوئے۔ ان کی تالیفات میں سات کتابیں ہیں۔ ان میں فارسی کا دیوان کم و بیش پانچ ہزار اشعار کا ہے۔ علم تفسیر و

حدیث میں بڑی توجہ کی۔ اپنے والد کے واسطے سے اور پھر بلا
واسطہ اپنے ماموں مولانا فخر الدین دہلوی سے بیعت ہوئے اور
چشتیہ طریقہ کا خرقۂ خلافت بالواسطہ اور بلا واسطہ اپنے مرشد
سے پایا۔ اور اسی وجہ سے کبھی کبھی فخری بھی تخلص کرتے تھے۔ طریقہ
قادریہ کا خرقۂ خلافت شاہ فخر الدین اورنگ آبادی سے حاصل کیا
اور ایک مدت تک مجاہدات اور ریاضات میں عمر گزاری۔ اپنے
والد کے انتقال کے بعد شہر روضہ کا عہدۂ قضا ان کو ملا۔ حکومت
کی ظاہری توجہ اور باطنی پراگندگی سے مجبور ہو کر بارہویں صدی
کے اواخر میں اورنگ آباد کو خیر باد کہکر مدراس چلے گئے۔ نواب
والاجاہ امیر الہند محمد علی خاں بہادر وہاں کے والی تھے انہوں نے
ان کی آمد کو غنیمت سمجھا اور بڑی عقیدت سے عزت و احترام کیا۔
اور مناسب مراعات ان کے اور ان کے رفقا کے ساتھ کرتے
رہے۔ انہوں نے باطمینان دلی وہیں سکونت اختیار کر لی۔ اور بقیہ
عمر ذکر و فکر اور صفائی ظاہر و باطن میں گزاری۔ ۱۲۰۴ھ میں رحلت
کر گئے۔ اور اپنی خانقاہ واقع محلہ میلاپور مدراس میں مدفون ہوئے۔

۱۳۷ ۔ میکش | میر احمد حسین دہلوی ابن میر کرامت حسین[۱] سادات
دہلی سے اور اسد اللہ خاں غالب کے شاگرد تھے طبیعت معنی یاب پائی تھی۔ استاد
کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ آفتاب عالمتاب کی تالیف کے وقت تک زندہ تھے۔[۲]

---

۱ کرار حسین۔ ۲ غدر میں شہید ہوئے۔

۱۳۸۔ ناصر | نظام الدولہ نواب ناصر جنگ والی حیدر آباد دکن پسر نواب نظام الملک آصف جاہ۔ بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ والد کے انتقال کے بعد حکومت سنبھالی۔ ابھی پورے طور پر سکہ جمانے بھی نہ پائے تھے کہ احمد شاہ بادشاہ کی طلبی پر دکن سے دہلی کے لئے روانہ ہوئے۔ ستر ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادہ فوج اور توپ خانہ کے ساتھ دریائے نربدا تک پہنچے تھے کہ شاہی فرمان پہنچا کہ دہلی آنے کی ضرورت نہیں۔ یہ وہیں رُک گئے اور خبر ملی کہ ان کے بھانجے ہدایت محی الدین خاں مظفر جنگ نے جن کو اپنے نانا نواب نظام الملک سے حکومت رائچور ملی تھی علم بغاوت بلند کیا اور حسین دوست خاں قوم نوایط کے بہکانے میں آکر اور اس وقت کو غنیمت سمجھ کر اور حکام فرانسیسی پھولجری سے ساز باز کر کے نواب سراج الدولہ انوار الدین خاں بہادر شہامت جنگ گوپاموی سے (جو اب نظام الملک کی جانب سے نظامت ارکاٹ پر فائز تھے) برسر جنگ ہو گئے۔ نواب انوار الدین خاں اس جنگ میں ۱۶ر شعبان ۱۱۶۲ھ کو شہید ہوئے۔ اور ہدایت محی الدین خاں اس صوبہ پر قابض ہو گئے۔ نواب نظام الدولہ نے یہ خبر سنتے ہی بھری برسات میں فتنہ و فساد کو سر کرنے کے لئے ایک بڑی فوج لے کر پھولجری پر حملہ کر دیا اور بڑی کوشش کے بعد ہدایت

محی الدین خاں کو قید کر لیا۔ فرانسیسی فوج نے راہ فرار اختیار
کر لی اور قلعہ شہ تنجی کو قبضہ کر کے اس میں قلعہ بند ہو گئی۔
نواب نظام الدولہ فرانسیسی فساد کو دبانے کے لئے موسم
برسات کا کچھ کبھی خیال نہ کرتے ہوئے ارکاٹ سے روانہ ہو کر
اس طرف حملہ آور ہوئے گھمسان کا رن پڑا۔ نواب کی افغانی
فوج جس کے سردار ہمت خاں تھے، ملک و مال کے لالچ میں آ کر
فرانسیسیوں اور ہدایت محی الدین خاں سے مل گئے۔ فرانسیسیوں
کو شبخوں کرنے پر آمادہ کر کے ان کی رہنمائی کی' اپنے ولی نعمت
سے دغا کی۔ خود ہمت خاں اور ان کے رفیقوں نے متواتر نواب پر
گولیاں چلائیں اور ان کا کام تمام کر دیا۔ اور سر کاٹ کر نیزہ پر رکھ
کر تمام مشتہر کیا۔ یہ واقعہ ۷ محرم ۱۱۶۷ھ میں ہوا۔ وفادار
ملازموں نے نواب کا سر حاصل کر کے ان کے جسم کے ساتھ
تابوت میں رکھ کر اورنگ آباد لائے اور نواب کے والد
ماجد کے پہلو میں شاہ برہان الدین غریب کے جوار میں مدفون
کر دیا۔ ناصر جنگ جس طرح ملکی نظم و نسق میں بہترین فرماں روا تھے
اسی طرح ملک سخن کے بھی بادشاہ تھے۔ دیوان فارسی مرتب
کیا اور میر غلام علی آزاد بلگرامی سے اصلاح لیتے تھے۔ دیوان ضخیم
ہے اور ہر صنف کا کلام ہے۔ کبھی ناصر اور کبھی آفتاب تخلص
کرتے تھے۔ لچھمی نرائن شفیق نے تاریخ وفات کہی "آفتاب رفت"۔

۱۳۹۔ ندیم سید محمد عسکری خاں پسر سید محمد ماہ ابن سید غلام شاہ ولد امیر الامرا سید محمود علی خاں بہادر۔ وطن کرڑا مانک پور (ملک اودھ)۔ ان کا سلسلہ نسب قاضی سید بہاء الدین دعنوی کے واسطہ سے (جن کا مزار کرڑا میں ہے) حضرت امام رضا تک پہنچتا ہے۔ ان کے اجداد بادشاہان ہند اور نواب شجاع الدولہ بہادر صوبہ دار اودھ کی سرکار سے عہدہ ہائے جلیلہ پر فائز تھے۔ ندیم ۲ رشوال ۱۲۶۲ھ میں پیدا ہوئے۔ سن تمیز کو پہنچ کر درسی کتابیں مولوی عنایت حسین ساکن قصبہ دیوہ اور مولوی حکیم سید فخر الدین الہ آبادی سے پڑھیں۔ اور شاہ غلام اعظم افضل نبیرہ شاہ اجمل الہ آبادی سے فن شعر میں اصلاح لی۔ سرکار انگریزی میں بڑے عہدوں مثلاً تحصیلداری اور اکسٹرا اسسٹنٹی ملک اودھ پر فائز رہے۔ پنشن پانے کے بعد نواب شاہجہاں بیگم کی طلبی پر بھوپال آئے اور محمد جمال الدین خاں بہادر مدار المہام نائب الریاست کی نیابت پر سرفراز ہوئے۔ اردو اشعار بہت لطیف اور پاکیزہ موزوں کرتے ہیں۔ کبھی کبھی فارسی بھی کہتے ہیں۔ مختلف موقعوں پر تاریخیں بھی نظم کی ہیں۔

۱۴۰۔ نظامی شیخ محمد نظام الدین ابن شیخ محمد کریم اللہ وطن قصبہ ڈبائی توابع بلند شہر۔ فدا حسین غرلیق ان کے چھوٹے

بھائی تھے۔ علوم عربی و فارسی میں پوری دستگاہ تھی۔ علم نجوم میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ موزونی طبع، سنجیدگی، نظم و نثر فارسی و اردو میں پوری استعداد کے باعث اپنے ہم جنسوں میں ممتاز تھے۔ ایک عرصہ تک سرکار انگریزی میں ملازمت کی۔ بڑھاپے میں ترک ملازمت کرکے عبادت اور ریاضت میں منہمک رہے اور گوشۂ تنہائی اختیار کیا۔ فارسی اور اردو کے دواوین، مثنوی سرو دستانہ، نثر میں عناقید نورس اور تحفۃ المدارس ان سے یادگار ہیں ستر سال کی عمر میں ۱۲ر شعبان ۱۲۸۸ھ کو رحلت کی۔

۱۴۱۔ نواب نواب والاجاہ سید محمد صدیق حسن خاں صاحب بہادر شوہر نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ رئیسہ بھوپال، ۱۹ر جمادی الاول ۱۲۴۸ھ میں بمقام قنوج پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلۂ نسب مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری کے واسطے سے امام زین العابدین ابن امام حسین ابن علی مرتضیٰ رضؓ تک منتہی ہوتا ہے۔ سن شعور کے بعد مختصر مدت میں علوم معقول و منقول میں عبور حاصل کیا اور فضائل انسانی سے بہرہ ور ہوئے۔ علم تفسیر میں یکتا تھے اور فن حدیث میں یگانہ۔ آپ کی نظیر ہندوستان میں چراغ لیکر ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل سکتی۔ ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ ساتوں اقلیم عالم میں ان کا مدمقابل کوئی نہیں۔ آپ کے

محاسن بیان سے باہر ہیں۔ احکام شریعت پر شدت سے کاربند ہیں اور کتاب وسنت پر سختی سے عمل پیرا۔ آپ کا دل تحقیق و تدقیق کا شیدا ہے۔ ہمہ دانی میں مجدد وقت ہیں اور جہانبانی میں صاحب قراں۔ آپ کی بے نظیری کی شہرت روم وشام تک ہے اور یکتائی کا شہرہ مشرق سے مغرب تک۔ شاہ روس اور قیصر روم کی جنگ کے دوران یتیموں اور زخمیوں کی امداد کے لئے ایک بڑی رقم ارسال کی اور اپنی تصانیف مثلاً تفسیر فتح البیان وغیرہ ہدیہ کے طور پر قیصر روم کو بھیجیں۔ سلطان معظم نے آپ کے علم وفضل کی بنا پر فرمان اور تمغۂ مجیدی قسطنطنیہ سے بھوپال ارسال کیا۔ اور وہاں کے وزیر اعلیٰ سید خیر الدین پاشا نے دوستی اور اتحاد کی خاطر اپنی کتاب اقوام المسالک فی احوال الممالک کے ساتھ محبت نامہ سے نوازا۔ اِس عطیہ کے موقع پر شعرا نے تہنیت نامے اور تاریخیں لکھیں اور زر وجواہر انعام میں پائے۔ .... دربار قیصری دہلی میں ۱۲۹۳ھ میں منعقد ہوا ملکہ معظمہ کی طرف سے سترہ توپوں کی سلامی آپ کے لئے سارے ممالک محروسہ انگریزی میں مقرر ہوئی۔

گرچہ آپ کا ترجمہ خود آپ کی تالیف کردہ کتابوں میں (مثلاً اتحاف النبلا اور شمع انجمن وغیرہ) مندرج ہے اور آپ کا کلام شمع انجمن نگارستان سخن اور صبح گلشن میں داخل ہے پھر بھی چونکہ یہ تذکرہ آپ ہی کے حکم سے تالیف پایا ہے اس لئے محض

برکت کے خیال سے مختصر تذکرہ اور کلام شامل کیا گیا۔

۱۴۲ ۔ واقف | نور العین پسر قاضی امانت اللہ وطن بٹالہ[1] متعلقہ امرتسر (لاہور) ان کے اسلاف وہاں کے عہدۂ قضا پر فائز تھے۔ یہ خود علوم رسمیہ کے حصول کے بعد موزونی طبع کے باعث شاعری کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ سلسلہ چشتیہ میں مرید ہوئے اور بزرگان طریقت سے عرفان کی چاشنی پائی۔ اسی کے ساتھ کیمیا بنانی کا خبط بھی سمایا۔ اور اسی طلب میں سرگرداں رہے۔ شاہ عبدالحکیم لاہوری مخاطب بہ حکیم بیگ خاں حاکم سے دلی دوستی تھی۔ ان ہی کے ساتھ زیارت حرمین کے لئے روانہ ہوئے۔ بندر سورت پہنچکر دریائی سفر کے مصائب کو سُنکر اور دیکھ کر جان کے خوف سے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ حاکم کو تنہا سفر پر رخصت کر کے ان کی واپسی کے انتظار میں وہیں ٹھہرے رہے۔ جب حاکم واپس آئے تو یہ بھی ان کے ہمراہ واپس لوٹتے ہوئے اورنگ آباد پہنچے۔ وہاں حسان الہند سید غلام علی آزاد سے دوستانہ صحبتیں گرم رہیں۔ آزاد نے حاکم کے تذکرہ کا نام مردم دیدہ اسی موقع پر رکھا جو بہت مناسب اور حسب حال تھا۔ جب دونوں اورنگ آباد

---

[1] بروزن جلال، لاہور سے تیس کوس جانب مشرق۔

سے وطن کی طرف لوٹ کر جا رہے تھے تو راہ میں ڈاکوؤں نے سارا سرمایہ لوٹ لیا۔ یہ دونوں بے سروسامان جائیں تو کہاں جائیں۔ ناچار اس غربت میں آزاد سے خط و کتابت کی اور ان سے چارہ جوئی چاہی، واقفؔ کے پاس مہوسی کے سامان میں سے تھوڑا اسیماب اور ایک عینک بچ رہی تھی۔ خط میں لکھا کہ ؎

چشم حیران و دل بیتاب باما ماندہ است
عینکے و پارۂ سیماب باما ماندہ است[1]

(میرے پاس چشم حیراں اور دلِ بیتاب کے سوا کچھ نہیں، گویا ایک عینک اور تھوڑا اسیماب بچ گیا)۔ آزاد دریا دل نے ان کی فریاد سُنی اور ازراہ مہربانی دونوں کو ان کے وطن بھجوانے کا سامان کرا دیا۔ حاکم نے لاہور میں ۱۱۸۲ھ میں رحلت کی۔ اس کے بعد واقفؔ بھی بارہ سال کے بعد ۱۱۹۵ھ میں انتقال کر گئے۔ واقفؔ اپنے دوست کو ایک خط میں زیارت حرمین سے محرومی کا عذر اس طرح کرتے ہیں:۔

"میں زیارت حرمین اور اماکن مقدس سے قاصر رہا۔ استاد کا یہ شعر حسب حال ہے ؎

گرچہ جاں بے تو بلب نزدیک است ✤ دور بودن ز لب نزدیک است

---

[1] یہ شاعرانہ توجیہہ ہے۔

(اگرچہ تیرے بغیر جان لب تک آگئی ہے، پھر بھی تجھ سے دور رہنا ادب کا تقاضا ہے)۔ ہر چند اکثر عوام اور بعض خواص بھی مجھ پر طعنہ زنی کرتے ہیں کہ کیسا بد نصیب تھا لیکن سمجھنے والے جانتے ہیں کہ میں نے ادب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اپنے کو نالائق جان کر دور ہی سے آنسوؤں کے موتی دونوں آستانۂ مقدس پر نچھاور کر دئے۔" دیوان واقف (فارسی) جو اِس وقت پیش نظر ہے، کم و بیش پانچ ہزار اشعار پر مشتمل ہو گا۔ نواب والاجاہ کے اشارہ سے اشعار انتخاب کر کے لکھ رہا ہوں۔

۱۳۴۔ **یاس** | مولوی انور علی۔ وطن آرہ ضلع شاہ آباد۔ عالم باعمل، بذلہ سنج، بدیہہ گو بے نظیر تھے۔ صرف و نحو کی تعلیم اپنے برادران مولوی کرامت علی اور مولوی احمد علی سے حاصل کی اور دوسرے علوم درسیہ مولوی عباس علی خاں قاضی القضاۃ سے حاصل کئے۔ مصوری، موسیقی اور ساز نوازی میں اچھی دستگاہ تھی۔ تحصیل علوم کی تکمیل کے بعد ان سب مشاغل سے دستبردار ہو گئے۔ سرکار انگریزی کی طرف سے ضلع شاہ آباد کے مفتی عدالت تھے۔ بڑے زہد و تقویٰ کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ سخن کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے اور شعر خوب کہتے تھے۔

تعلیقات

۲۔ اجمل تاریخ ولادت "خورشیدم" (سنہ ۱۲۴۰ھ) مسرت افزا۔ شاہ خوب اللہ
الہ آبادی کے پوتے۔
۴۔ احسن۔ شاگرد مشہور تھے۔ عظیم آباد بھی آئے تھے۔ حوکن کے استاد تھے
۵۔ اختر۔ ان کا ضخیم تذکرہ شعرائے فارسی "آفتاب عالم تاب" آج نابید ہے۔
۱۲۔ افسوس۔ سوز پھر حیران کے شاگرد ہوئے۔ وفات سنہ ۱۲۲۴ھ۔ ڈاکٹر ظہیر حسن
نے کلیات شائع کیا ہے۔
۱۳۔ افضل۔ ان کی بکٹ کہانی مشہور ہے۔ گوپال پر عاشق نہ تھے۔ بلکہ خود گوپال تھے۔
۱۶۔ الفت۔ شاگرد تحقیق۔ اردو کی ایک آدھ غزل ملتی ہے۔
۲۰۔ انصاف۔ مسرت افزا میں وفات ۱۱۸۷ھ، سفینۂ ہندی میں سنہ ۱۱۹۰ھ
ظریف طبع تھے۔
۲۳۔ بقا۔ فارسی میں مکینؔ کے شاگرد۔ اردو میں حاتمؔ کے۔ بعضوں نے لکھنو میں
قیام کی وجہ سے لکھنوی لکھا ہے۔ شیفتہ نے میر دردؔ کا بھی شاگرد لکھا ہے۔
۲۴۔ بیدار۔ عظیم آباد میں فوت ہوئے۔
۲۵۔ بیدار۔ وفات ۱۲۰۹ھ۔ اردو اور فارسی کے صاحب دیوان۔
۲۹۔ پروانہ۔ تذکرہ حیدری میں نام کے ساتھ راجہ بھی ہے۔ وفات ۱۲۲۸ھ۔ ناسخ
نے ۱۲۴۸ھ لکھا ہے۔

۳۱۔ تحقیق ۔ ریختہ کا ٹوٹا پھوٹا ایک دو شعر ان سے منسوب ہے۔ ان کے مختلف کمالات شاد نے بتائے ہیں (تذکرہ شعرا بزبان شاد) ولادت ۱۱۰۷ھ وفات ۱۱۶۲ھ۔

۳۳۔ تسلی ۔ فارسی میں مکین کے اور ریختہ میں مصحفی کے شاگرد تھے۔

۳۴۔ تقی ۔ اگرچہ میر تقی شاعر مشہور ریختہ ہیں تو تقی تخلص غلط۔ مولف کو میر تقی کا تخلص میر معلوم تھا۔ اس کا امکان ہے کہ میر سے مختلف ہوں۔ فارسی کا جو شعر ہے اگر میر کے فارسی دیوان میں ملجائے تو قطعی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ یوں تو میر گھاسی بھی تقی تھے۔ اور وہ بھی دہلی سے لکھنؤ آئے تھے۔ زیادہ تر مرثیہ کہتے تھے۔

۳۶۔ جرأت ۔ سال وفات ۱۲۲۵ھ نہیں بلکہ ۱۲۲۴ھ محقق ہے۔ (اردو جولائی ۳۷ء)

۳۷۔ جعفر زٹلی ۔ کہا جاتا ہے کہ فرخ سیر کے عہد میں شہید ہوئے۔

۴۴۔ جوہر ۔ فارسی میں ہندوؤں کا حصہ (عبداللہ) میں ان کا تخلص کہیں جواہر اور کہیں جوہر لکھا ہے موخر الذکر صحیح ہے۔ وفات ۱۲۶۷ھ۔ جواہر ادراک اور جواہر الافلاک اور دو دیوان فارسی اور اردو کے ان سے یادگار ہیں۔

۴۵۔ جہاندار ۔ دیوان مجلس ترقی ادب لاہور سے شائع ہوگیا ہے۔

۴۶۔ حاتم ۔ ان کا "دیوان زادہ" مشہور ہے۔

۴۷۔ حسرت ۔ فارسی کے صاحب دیوان شاعر۔ اردو بھی کہتے تھے۔ رام پور میں ۱۲۲۱ھ میں وفات پائی۔

۴۸۔ حسرت ۔ "شمس العلماء" خطاب ملا۔ والد کا نام منشی واحد علی۔ ولادت ۱۲۳۱ھ وفات ۱۳۰۴ھ۔ دیوان فارسی و قسطاس البلاغۃ اور مقصد البلاغۃ،

چھپ گیا ہے۔ اردو کا کلام بھی ہے۔ انور علی یا تسلی آردی آپ کے خسر تھے۔

۴۹۔ حسرت ۔ دیوان ریختہ نورالحسن ہاشمی نے شائع کیا۔ وفات ۱۲۰۶ھ۔

۵۱۔ حشمت ۔ شہادت ۱۲۶۱ھ۔

۵۷۔ خلیل ۔ عظیم آبادی تھے۔ تذکرہ گلزار ابراہیم کے مصنف۔ اردو میں بھی کہتے تھے۔ حال بھی تخلص تھا۔ علی تخلص نہ تھا۔ ۱۲۰۸ھ میں وفات ہوئی۔

۵۹۔ خوشوقت ۔ گلزار ابراہیم اور گلشن بخار وغیرہ میں تخلص شاداب گلشن بنجار میں قائم کا شاگرد لکھا ہے۔

۶۰۔ خاور ۔ ولادت کابل ۱۲۵۵ھ۔ فارسی میں مرزا محمد حسین خراسانی اور غالب کے اور اردو میں صبا کے شاگرد تھے۔ آزاد کے لاہوری مشاعرہ میں شریک رہتے تھے۔ وفات ۱۲۹۸ھ۔

۶۲۔ درد ۔ گلزار میں نثر اضافہ ہے۔ عمدۃ الملک امیر خاں انجام کے قریبی رشتہ دار تھے، عہد احمد شاہ نہیں بلکہ عہد عالمگیر ثانی میں شہید ہوئے۔

۶۳۔ دیوانہ ۔ بہتوں نے سکھ کی بجائے سنگھ لکھا ہے جو غلط ہے۔ تاریخ وفات میں اختلاف ہے مگر سفینہ ہندی کے مصنف نے ۱۲۰۳ھ بتایا ہے۔ دیوانہ کے اس سے روابط تھے۔ اس کا قول مرجح ہے۔

۶۸۔ رامی ۔ غالب کے شاگرد۔ تخلص تفتہ۔ کایتھ تھے۔ ۱۲۱۴ھ میں پیدا ہوئے۔ وفات ۱۵ رمضان ۱۲۹۶ھ مرزا کا لقب غالب کا دیا ہوا ہے۔ فارسی کے جید شاعر تھے۔ چار دیوان ضخیم ہیں۔ اردو میں برائے نام کہتے تھے۔

۷۱۔ رنگین ۔ کثیر التصانیف تھے۔ ان کی بیشتر کتابیں خود ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی انڈیا آفس لائبریری میں ہیں (بلوم ہارٹ) حاتم کے شاگرد تھے اور

انشاء کے رفیق ۔ ریختی بھی کہتے تھے ۔ بلکہ شاید یہی اسکے موجد بھی تھے ۔ اسی
سال کی عمر میں سنہ ۱۲۵۱ھ میں انتقال ہوا۔
۷۳ ۔ ساقی ۔ گلشن بیخار کے مطبوعہ نول کشور نسخہ میں ساقی غلط۔ خواجہ
میر درد کے مرید تھے ۔ فارسی کے زبردست شاعر تھے ۔ تاریخ گوئی میں ملکہ تھا
اردو میں بہت کم کہتے تھے ۔
۷۵ ۔ سلیم ۔ فارسی شعرا کا ایک تذکرہ صبح گلشن اور اردو شعرا کا ایک
تذکرہ " بزم سخن " ان کے نام سے شائع ہوا۔ ان کی کم سنی شاہد ہے کہ خود یہ
مولف نہیں ہو سکتے ۔ صبح گلشن کی تلخیص میں نے شائع کرا دی ہے ۔ بزم سخن
کی تلخیص بھی زیر ترتیب ہے ۔
۷۶ ۔ سوز ۔ ان کو اردو کا پہلا شاعر کہنا کچھ عجیب سی بات ہے ۔ اردو
کے صاحب دیوان شاعر تھے ۔ دہلی سے فرخ آباد آکر مہربان خاں رند کے ساتھ
رہے ۔ رند کے دیوان میں سوز کا کلام مل جل گیا ہے ۔ مرشد آباد بھی گئے
تھے پھر لکھنو آکر آصف الدولہ کے استاد بنے ۔ ستر برس کی عمر میں
سنہ ۱۲۱۳ھ میں وفات ہوئی ۔
۷۸ ۔ سید ۔ گیسو دراز ۔ ولادت ۴ رجب سنہ ۷۲۰ھ ۔ والد کا نام یوسف حسینی
عرف راجو قتال تھا ۔ گیسو دراز کی وجہ تسمیہ مختلف ہے ۔ گمان غالب یہ
ہے کہ زلف رکھتے تھے اسلئے لمبے بال کی وجہ سے گیسو دراز لقب مشہور ہوا۔
پالکی والا قصہ مشتبہ ہے ۔ زلف دراز ہونے کی وجہ سے پالکی میں بال الجھ
گئے ہوں ۔ یہ اور بات ہے ۔ نشو و نما دکن میں ہوئی ۔ آپ کی تصانیف فارسی
بکثرت ہیں ۔ آپ شاعر بھی تھے ۔ شہباز تخلص تھا ۔ اردو میں بھی کلام ملتا ہے

اور ابتدائی دکنی شاعری کا نقش اول ہے۔ وفات ۸۲۵ھ۔

(سنش عادل۔ تولد "وارث جد"؛ وفاتش داں کہ "تاج المرسلین بود۔
۱۰۵ ۷۲۰ ۸۲۵ھ

گلبرگہ میں مزار زیارت گاہ ہے۔

۸۰۔ شاکر۔ مرزا عبدالقادر بیدل کے شاگرد تھے۔ فارسی گو تھے۔ اردو برائے نام کہا ہے۔ وفات ۱۱۶۱ھ ولادت ۱۰۸۲ھ۔

۸۱۔ شاہجہاں۔ اردو شاعرہ کی حیثیت سے طور کلیم اور بزم سخن میں نام آیا ہے۔ مولوی حبیب الدین احمد ادیب سے اصلاح لیتی تھیں اردو میں شیریں تخلص تھا۔ (بہارستان ناز) نواب صدیق حسن خاں سے نکاح ثانی کیا۔

۸۲۔ شرر۔ عقد ثریا میں انکے والد کا نام عابد علی خاں تخلص فخر لکھا ہے۔ سخن شعرا میں نواز آتش کا شاگرد بنایا ہے۔

۸۵۔ شور۔ اسپرنگر انسیسی ہونے ہوئے بھی ان کے صحیح نام سے واقف نہ تھا۔

۸۸۔ صاحب۔ عیفر بلگرامی کے نانا تھے۔ غالب کو ان سے ارادات تھی۔

۹۴۔ ضمیر۔ حسین گڈھ نہیں بلکہ حسین آباد میں مدفون ہیں۔ مصحفی نے بھی یہی غلطی کی ہے۔

۹۸۔ ظلوم۔ تخلص وجد بھی تھا۔ فارسی اور اردو دونوں میں کہتے تھے۔ انکے بیٹے شاہ محمد حیات عرف جناب حضور بہار تخلص بثبات بھی فارسی اور اردو کے شاعر تھے۔

۱۰۰۔ عارف۔ عارف کے والد غالب کے ہم زلف تھے۔ عارف کی ولادت ۱۲۳۳ھ میں ہوئی۔ چونکہ یہ غالب کی بیوی کے بھانجے تھے اس لئے انہوں نے ان کو منہ بولا بیٹا بنالیا تھا۔ پہلے نصیر کے پھر غالب کے

شاگرد ہوئے۔ وفات ۱۲۶۸ھ۔

۱۰۳۔ عشقی ۔ اردو شعرا کا تذکرہ لکھا۔ مجرم کے بیٹے تھے۔ اردو میں کم کہتے تھے۔ ان کا تذکرہ شورش کے تذکرے کے ساتھ کلیم الدین صاحب نے "دو تذکرے" کے نام سے شایع کر دیا ہے۔

۱۰۶۔ عاشق ۔ فضل علی خاں رئیس غازی پور کے بھائی۔ بھائی کی تباہی کے بعد عظیم آباد چلے آئے۔ فارسی کے دو ضخیم دیوان۔ خدابخش لائبریری میں ہیں مذہباً شیعہ تھے۔ محمد شاہ عشق (گھسیٹا) سے بڑی ارادت تھی۔ اپنے دوسرے دیوان میں ہر غزل کے مقطع میں اپنے تخلص کے ساتھ حضرت عشق کا تخلص بھی لازماً لایا ہے۔ مسرت افزا کی تالیف سے تین سال پہلے انتقال ہوا (۱۱۹۲ھ) مسرت میں ان کا ایک اردو شعر دیا ہے اور اسکے ہم مضمون ایک شعر شاہ افضل کا لکھا ہے۔ (نہ من قامت آں صنم دیدہ ام .....) مصحفی نے غلطی سے اسکو عاشق سے منسوب کر دیا ہے۔ قیاس چاہتا ہے کہ مسرت مصحفی کے ماخذ میں ہو۔ عاشق پر ایک مضمون راقم نے آل انڈیا اورینٹل کانفرنس علی گڈھ میں پڑھا تھا۔

۱۰۹۔ غافل ۔ لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ شاعری کا چسکا لڑکپن سے تھا مصحفی سے اصلاح لیتے تھے۔ گھر پہ مشاعرہ کیا کرتے تھے۔

۱۱۳۔ فرحت ۔ فارسی کا ضخیم مطبوعہ دیوان ہے۔ اردو بھی کہتے تھے۔ ولادت ۱۱۹۱ھ۔ وفات ۱۲۶۵ھ ابتدا میں اپنے چچازاد بھائی ملیاں کو کلام دکھاتے تھے

۱۱۶۔ قدرت ۔ عظیم آباد میں کچھ دنوں قیام تھا وطن نہ تھا۔ مرشدآباد جاکر ۱۲۰۶ھ میں وفات پائی۔ فقیر اور مظہر کے شاگرد تھے۔

۱۱۹۔ قمر ۔ قتیل کے شاگرد تھے۔ وفات ۱۲۷۵ھ ہنیں

بلکہ ۱۲۷۲ھ سے قبل ہو چکی تھی (تفصیل دیکھئے تذکرہ ابن امین اللہ طوفان) شیفتہ نے قمر کو ہوس کا بیٹا غلط لکھا ہے۔

۱۲۰۔ **کلیم**۔ ان کے نام سے اردو شعرا کا تذکرہ بھی ہے۔ "طور کلیم"۔ وفات ۸ محرم ۱۳۳۶ھ۔ "نگارستان سخن" بھی ان ہی کے نام سے ہے۔

۱۲۳۔ **گلشن**۔ فارسی کے شاعر اور ولی دکنی کے معنوی استاد۔ کہا جاتا ہے کہ ایک شعر یا ایک غزل اردو میں ولی کو کہکر دی۔ وفات ۱۱۴۰ھ یا ۱۱۴۱ھ میں ہوئی۔

۱۲۵۔ **مبتلا**۔ ان کا تذکرہ ریختہ گویان بنام "گلشن سخن" مسعود حسن صاحب ادیب نے ترتیب دے کر شائع کر دیا ہے۔ خلیل کے تذکرہ گلزار ابراہیم سے ملتا ہے۔ یہ فیصلہ بردست مشکل ہے کہ اولیت کسکو ہے "گلشن و گلزار" کے نام سے راقم نے دونوں تذکروں کا اردو ترجمہ یکجا شائع کر دیا ہے۔ وفات کی صحیح تاریخ معلوم نہیں۔ تذکرہ عشقی میں ہے کہ بنارس میں بڑی تنگدستی سے گذرتی تھی۔

۱۳۶۔ **مہربان**۔ گل عجائب میں اردو کلام ملتا ہے۔ نتایج الافکار میں تفصیل سے حالات ملتے ہیں۔ راقم کا مرتبہ تذکرہ بے نظیر بھی دیکھئے۔

۱۳۷۔ **میکش**۔ والد کا نام کرامت حسین نہیں بلکہ کمار حسین، (گلستان سخن) پہلے صہبائی کے پھر غالب کے شاگرد ہوئے غدر ۱۸۵۷ء میں شہید ہوئے۔ زیادہ تر فارسی کہتے تھے (تلامذہ غالب مالک رام) اس سے ظاہر ہے کہ اردو بھی کہتے ہوں گے مگر کم۔

۱۳۸۔ **ناصر**۔ تخلص آفتاب تھا۔ فارسی کے صاحب دیوان شاعر اردو میں

بھی دو چار اشعار ملتے ہیں۔

۱۴۱۔ نواب ۔ عربی اور فارسی کے کثیرالاشاعت مصنف ۔ فارسی شعرا کا ایک تذکرہ شمع انجمن بھی ان کے نام سے منسوب ہے ۔ طور کلیم اور بزم سخن میں اردو شاعر کی حیثیت سے نام آیا ہے ۔

۱۴۲۔ واقف ۔ فارسی کے مشہور شاعر۔ اردو بھی کہہ لیتے تھے ۔

۱۴۳۔ یاس ۔ آرہ کے مفتی تھے ۔ ولادت ۱۲۰۴ھ ۔ وفات ۱۲۶۳ھ بمقام پٹنہ بہ عارضہ ہیضہ ۔ حج کو روانہ ہونے کو تھے۔ شمس العلما سید حسرت عظیم آبادی ان کے داماد تھے ۔ دیوان ۱۲۷۲ھ میں چھپ گیا ہے ۔ غلام علی راسخ کے شاگرد تھے ۔ موسیقی سے بھی ذوق تھا ۔ جوان بیٹا بڑھاپے میں داغ مفارقت دے گیا ۔